

اِنَّمَا هِيَ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اِسْمَكَ اَبْنَا الْعَالَمِ

# حضرت علی بن ابی طالبؓ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصال مبارکہ

اِنَّ اُمَّةَ الْخَلْفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ كَمَا اَخْرَجَتْ بَابَ

اَلْاَمَّةِ الْخَلِيفَةِ

حضرت ولی اللہ حضرت زید علیؓ

مستحق و اعتماد

مقدّمہ تعلیق و تصحیح

میاں عنوان نقی

ڈاکٹر محمود الحسن نجف

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

شَافِعِی تَفْسِیْر

# حضرت علی بن ابی

## طالب<sup>رض</sup>

کرم اللہ وجہہ

### ازلة الخفاء عن خلافة الخلفاء

کا آخری باب

تصنیف لطیف

### حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی<sup>رح</sup>

مقدمہ تعلیق و تصحیح: ڈاکٹر محمود الحسن عارف

ترجمہ: مولانا اشتیاق احمد

بشکریہ: میاں رضوان نفیس

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

۷  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
حضرت علی بن ابی طالب

فصل منتخب اقوال کرمانشاهی

AF-1361

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# حضرت علی بن ابی طالبؓ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصال مبارکہ  
 "إِنَّ اللَّهَ الْخَفَاءُ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ" كَمَا آخِرُ بَابٍ

تَعْلِيقُ طَائِفَةٍ

حضرت ولی اللہ محدث دہلویؒ

بسیقی و اختصار

مکتبہ اہلبیت و شیعہ

میاں رضوان نقشب

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

AF-1361

شَاشَا نَفِیْسُکَی

۱۴/۱۲/۱۳۸۵ ہجری پارک مزنگ دہلاور۔

0300-4183709

سلسلہ اشاعت نمبر ۸

- نام کتاب: ————— حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب  
 تصنیف: ————— مکتبہ اہلبیت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ مکتبہ  
 ترجمہ: ————— مولانا شتیاقی احمد علی مدنی مکتبہ  
 تخریج و ترمیم: ————— ڈاکٹر محمود الحسن عارف  
 سی و اشاعت: ————— میاں رضوان نقشب  
 طبعی سال: ————— شہادی الاثری ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۱ء  
 قیمت: —————  
 ناشر: ————— شاہ نقشب اکادمی ۱۱/۱۱/۲۰۱۱ ہجری پارک دہلاور

۰۳۰۰۰۶۱۸۳۷۰۹

☆ نکلنے کے سبب ☆

- ۱۔ ایف بی بی کے ذریعہ پارک مزنگ دہلاور
- ۲۔ مکتبہ تاجیہ الفضل پارک دہلاور
- ۳۔ مکتبہ شیعہ ہدایتیہ دہلاور
- ۴۔ الفضل، غزنی سٹریٹ ۱۱۱، دہلاور
- ۵۔ دارالعلوم اسلامیات ۱۱۹۰۰، دہلاور
- ۶۔ مکتبہ شیعہ ہدایتیہ، اقبال پارک، گلشن، دہلاور
- ۷۔ مکتبہ شیعہ ہدایتیہ، اسلام آباد

الحمد لله

ایام العاشقین، ملک الخطاطین، سید العارفین، برہان الواصلین، تاج المعبودین  
سراج الحبیبین، زیدۃ الکاملین، سند الاصفیاء، السالکین، سید السادات، مجمع  
الاسعادات، علامۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، منبع صفاء معدن وقادر بحسب الاقتیاء، سلطان  
الاولیاء، سر حلقہ صوفیان اہل صفاء، زین طریقت و دلا، بقول پارگاہ الہی، آفتاب  
اہل محبت، قدوۃ اہل مودت، رہبر شریعت، جمال طریقت، مہجر معرفت، مزین  
صفوت، سید رُہاد، قائم اذتاد، مستغرق ذر بحر اسرار، پیشوا اے مشائخ کبار، مدافع  
عصر، رفیع قدر، فرید دہر، مظہر انوار نبوی، پر تو اخلاق نبوی، حامل صفات نبوی

قطب الاقطاب

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

کی زوج پر نوح کے نام کہ

اس کتاب کی اشاعت انہی کی محبت، تربیت، محبت، شفقت

اور توجہات عالیہ کا ثمرہ و نواز ہے۔

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

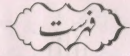
۱۴۰۲ھ

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۴۰۲ھ

۱۸	غزوہ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات
۱۹	غزوہ خندق میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات
۲۰	غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری
۲۱	غزوہ حرة القصاب میں
۲۲	نصارائے نجران کے ساتھ مباہلہ / حضرت علیؓ کا اعزاز
۲۳	حکمہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات
۲۴	بنو نضیر کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی
۲۵	غزوہ خنین میں حضرت علیؓ کی عاتقہ قدی
۲۶	غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی
۲۷	ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا
۲۸	حضرت خالد بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لیے تقرری
۲۹	حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور پر تقرری
۳۰	حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات
۳۱	وصال نبوی ﷺ کی وقت حضرت علیؓ کی خدمات
۳۲	حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات
۳۳	حضرت علیؓ کے فضائل کے حلقہ ستر امامت
۳۴	تومیرے لیے ایسے ہے پیسے حضرت ہارونؑ کے لیے حضرت موسیٰؑ
۳۵	اے اللہ! علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر
۳۶	اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں
۳۷	غزوہ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری



۱	لفظ تقدیر
۲	ابو بکر و عمرؓ، عثمان و علیؓ (نہم)
۳	حزب رضوان
۴	ایمانیہ
۵	نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرعہ رشتہ داری
۶	ولادت خانہ کعبہ
۷	نبی اکرم ﷺ کی کفالت
۸	حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سہمت
۹	جناب ابوطالب کی تعزیت
۱۰	حضرت علیؓ کی خلافت و نایب کی جانشین گوئی
۱۱	حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری
۱۲	شبہ ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے ہنس مبارک پر شبہ بھری
۱۳	موافقت میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام
۱۴	جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شہانہ کارنامے
۱۵	خاتون جنت سے شادی
۱۶	غزوہ احد میں بہادری
۱۷	غزوہ خندق میں

۵۸	حضرت علیؓ اور حضرت قاطرؓ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت
۵۹	حضرت علیؓ کو گری اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ
۶۰	حضرت علیؓ کا خاص اعزاز
۶۱	حضرت علیؓ سے محبت
۶۲	رب ربہ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام
۶۳	حضرت علیؓ کی صحت کے لیے ارباب نبوت سے نکلنے والی دعا
۶۴	سرگوشی کرنے کے لیے ممدق کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا کردار
۶۵	خانوارہ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام
۶۶	حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ
۶۷	انصار کے پاس منافقوں کی پہچان
۶۸	حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی
۶۹	حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز
۷۰	حضرت علیؓ سے محبت و دشمنی
۷۱	حضرت علیؓ کی زندگی کے لیے دعا
۷۲	حضرت شادابیؓ اللہ کا حضرت علیؓ کے ارصال پر شہرہ
۷۳	شجاعت و حمیت و غیرہ
۷۴	وفاداری
۷۵	دیکھل دینا دشمنوں کو
۷۶	کھردران اور شمشیر برہنہ ہونا
۷۷	اپنے دشمن کی تکمیل کرنا

۷۸	حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت ابی مہاشمؓ کی ایک طویل روایت
۷۹	حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا
۸۰	حضرت علیؓ کے لیے جنت کا محفوظ ٹھکانہ
۸۱	حضرت علیؓ عرب کے سردار
۸۲	باگاہ نبوت سے حضرت علیؓ کے ساتھ خصوصی معاملہ
۸۳	حضرت علیؓ کا مسجد میں کھنے والا اور دعا
۸۴	حضرت علیؓ کا روزارہ
۸۵	حضرت علیؓ کی بیوی
۸۶	منافقوں کی پہچان
۸۷	حضرت علیؓ دل کے توکن گتے
۸۸	بارگاہ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام
۸۹	حضرت علیؓ اللہ کے مجاز ہیں
۹۰	حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت
۹۱	جنت تین افراد کی نشانی ہے
۹۲	حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے سردار ہوں گے
۹۳	حضرت علیؓ کو سکائی جانے والی خصوصی دعا
۹۴	آنحضرت ﷺ کے انبیا میں سب سے آخری ملاقاتی
۹۵	جنت میں حضرت علیؓ کا بیٹھنا
۹۶	حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے
۹۷	خانوارہ نبویؓ سے لڑائی اور طعن کی حقیقت

۷۸	زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا	۱۰۳
۷۹	حضرت علیؑ کی پرہیزگاری اور بیت المال کے بارے میں اُن کی احتیاط پسندی	۱۰۵
۸۰	جنگی پر مشہور کرنا	۱۰۸
۸۱	نبی اکرم ﷺ سے ہونے والے علوم کو یاد رکھنا	۱۱۲
۸۲	ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برہنہ	۱۱۵
۸۳	حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعائیہ تلقین	۱۲۲
۸۴	آقاؐ کا دواہلوٹ آنا	۱۲۷
۸۵	حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کا علم اور اُن کے پر حکمت منوکات	۱۳۲
۸۶	حضرت علیؑ کے دو حکماہت حکمت جن میں سے بہت سے ضرب و لٹس بن چکے ہیں	۱۳۵
۸۷	حضرت علیؑ کی کرامات	۱۳۲
۸۸	حضرت عسینؑ کی شہادت گاہ کی چٹان گوئی	۱۳۲
۸۹	دیوار نہیں گری	۱۳۳
۹۰	ایک اونٹ کی حضرت علیؑ کے زور و مائتزی	۱۳۳
۹۱	حضرت علیؑ کی بددعا کا نتیجہ	۱۳۳
۹۲	اُن دیکھے ہاتھوں کے ذریعے آج کی ہوائی	۱۳۳
۹۳	حضرت علیؑ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی	۱۳۵
۹۴	ابن ابیہم اور حضرت علیؑ	۱۳۶
۹۵	علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ	۱۳۶
۹۶	جمع و تہجہ قرآن	۱۳۶

۹۷	نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان	۱۳۸
۹۸	نماز صلوٰۃ المائتات (خصوصی دعا والی نماز)	۱۵۰
۹۹	دن اور رات کے نوافل	۱۵۲
۱۰۰	حضرت علیؑ کے قناعتی	۱۵۳
۱۰۱	حضرت علیؑ کے توحید و صفات الہیہ کے بارے میں مباحث	۱۵۳
۱۰۲	حضرت علیؑ اور تصوف و احسان	۱۵۳
۱۰۳	حضرت علیؑ بطور مشیر خلفائے سابقین	۱۵۳
۱۰۴	حضرت علیؑ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات / پیشین گوئیاں	۱۵۵
۱۰۵	خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی	۱۵۵
۱۰۶	حضرت علیؑ کی خلافت اور شہادت ہوگی	۱۵۶
۱۰۷	خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ	۱۵۶
۱۰۸	حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر	۱۵۷
۱۰۹	حضرت علیؑ کے بے وقت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر	۱۵۷
۱۱۰	خلافت کے امیدواروں میں اختلاف کی خبر	۱۵۸
۱۱۱	خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے والی خبر	۱۵۹
۱۱۲	متعدد حوادث کی خبر	۱۵۹
۱۱۳	جنگہ جمل کی خبر	۱۶۰
۱۱۴	سات فتنوں کی خبر	۱۶۱
۱۱۵	واقعہ صفین کی پیشین گوئی	۱۶۱



۱۱۶	عقلمیں کے تقریر کی اطوار	۱۹۱
۱۱۷	خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر	۱۹۲
۱۱۸	ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر	۱۹۸
۱۱۹	حضرت حسن اور امیر معاویہ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی	۱۵۰
۱۲۰	امیر معاویہ کی امارت کی خبر	۱۵۰
۱۲۱	قریشی جوہرانوں کی امارت کی خبر	۱۵۳
۱۲۲	بنو مروان کے اقتدار کی اطوار	۱۵۳
۱۲۳	بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر	۱۵۵
۱۲۴	دو فرقوں کے وجود کی خبر	۱۵۵
۱۲۵	حضرت علیؑ کی خلافت کا ثبوت	۱۵۶
۱۲۶	جنگ جمل شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؑ کا موقف	۱۵۹
۱۲۷	امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ	۱۸۳
۱۲۸	حضرت علیؑ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم	۱۸۳
۱۲۹	حضرت علیؑ کی اہل اہل کا جواب	۱۹۱
۱۳۰	شہرہ	۱۹۶

### لفظ تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسولہ الكريم سيدنا و مولانا محمد  
والہ واصحابہ اجمعین۔

ساری دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا میں  
امن و آشتی، رشد و ہدایت، بقائے باہمی، مین الہکی تعلقات، عالمگیریت اور آفاقیت  
کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور زندگی کا ایک نیا اور وسیع تصور سامنے آیا۔

آنحضور ﷺ کے ذریعے ہونے والے اس عظیم اور مجلیل القدر انعام اور اسان کا  
تقاضا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ اپنے اس محسن اعظم کا تذکرہ محبت و عقیدت اور "ادب و  
احترام" سے کرے اور ان پر ادب و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کرتی رہے۔  
جو تاکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَمَعْلُومُونَ عَلَى النَّبِيِّ نَآئِلُهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْلَوْا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْلُوعُوا عَلَيْهِ  
(الاحزاب / ۵۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔

اسے ایمان والو تم بھی ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔"

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان عظیم کے بدلے  
کے طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر غیر مشروط ایمان لایا جائے اور آپ کی ہر بات  
اور آپ کے ہر حکم کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران / ۳۱)

”آپؐ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔“

اسی طرح ہر مسلمان پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ سے اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے مال سے بھی زیادہ محبت رکھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ أُقْبِرْتُمْ فِيهَا وَقُلُوبُكُمْ مَخْشَعُونَ فَتَتَذَكَّرُونَ كَسَادَهَا وَمَسْجِنٌ تَرْتَضُونَهَا أَغْبِ إِلَيْكُمْ قَوْلَ اللَّهِ وَتَسْلُبُوهُ جَهَادًا فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَضَوْا وَلَوْ كَرِهَ اللَّهُ لَبَاغِرَةٌ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (انعام / ۲۴)

”کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماؤ ہو اور تمہارا جس کے بندہ ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں، تو انکار کرو کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) بھیج دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

لَا يَزَالُ مِنْ أَحَدٍ كَرِهْتُ أَنْ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری)

”تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اُسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔“

اسی طرح ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان سے بھی حد سے زیادہ محبت رکھی جائے اور ان کی عزت و توقیر کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَا أَتَّبِعُكُمْ عَلَىٰ آخِرِ الْإِلَٰهِ الْكَوْثَرِ (الشوریٰ / ۲۳)

”کہہ دیجیے کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا، مگر قربابت داری کی محبت (تو چاہیے)۔“

حضرت عبداللہ بن عباس اور دوسرے متعدد صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

انہی احکام اور انہی وجوہ کی بنا پر ہمیشہ سے ”خاندان نبوی“ سے محبت اور ان کا ادب و احترام اکابر امت کا معمول رہا اور تمام صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین اور علمائے امت نے ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ اسی بنا پر اس موضوع پر امت کے اکابر کی طرف سے مسلسل کتابوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ بس میں امام العصر شاہ ولی اللہ بھی شامل ہیں۔

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازاۃ الخفا اور اس کی اہمیت:

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ (۱۱۱۳ھ - ۱۱۷۳ھ / ۱۷۰۳ - ۱۷۹۲ء) کو آخری دور کی ہمت اور قیادت کرنے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ اسی لیے انہوں نے نہ صرف اپنے زمانے کے مسائل پر لکھا، بلکہ اپنے بعد اٹھنے والے فتنوں اور مسائل کے بارے میں بھی امت کی رہنمائی فرمائی۔ اس حوالے سے ان کی کتاب "ازاۃ الخفا عن خلاۃ الخلفاء" بڑی اہم کتاب ہے۔ اور تمام ائمہ کرام کی بات پر اتفاق ہے کہ اس جیسی کتاب اس موضوع پر نہ لکھی گئی اور نہ ہی شاید آئندہ لکھی جائے گی۔

شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب کے ذریعے "خلافت راشدہ" کے متعلق اٹھنے والے شکوک و شبہات کا مدلل جواب لکھا ہے اور معترضین کے منہ بند کر دیے ہیں۔

شاہ صاحب محترم نے ازاۃ الخفا کا آخری حصہ (اردو ترجمہ میں جلد چہارم) خلفائے راشدین کے متعلق روایات اور اس پر جمع کرنے کے لیے مختص فرمایا ہے۔ دور حاضر کی ضرورت کے مطابق ہم نے اس میں سے آخری حصہ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے فضائل و مناقب، ان کے کارناموں، ان کی خدماتِ جلیلہ اور ان کے اقوال، ان کی کرامات اور ان کی خلافت پر وارد ہونے والے اعتراضات و اشکالات کے جوابات وغیرہ پر مشتمل ہے، الگ کر کے چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شاہ صاحب کی کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ جو بازار میں دستیاب ہے، ضروری تراجم اور تصحیحات کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا ہے۔

اس حصے کے مطالعے سے جہاں ایک طرف فاضل معتمد کے تحریر طبعی کا اندازہ ہوتا ہے، وہیں حضرت علیؓ اور ان کے خاندان کے فضائل و مناقب کا بھی علم ہوتا ہے۔ یہ بابرکت سلسلہ سید انور حسین المعروف پہ نفیس رقم قدس سرہ نے شروع کیا تھا۔ ان کے اس بابرکت سلسلے کو جاری رکھنے کا مقصد عصر حاضر میں ائمہ اہل بیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور اس بارے میں حقائق کو واضح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور جاری طرف سے اس کاوش کو قبول کرے

اس سلسلے میں برادر عزیز میاں رضوان نفیس اور ان کے رفقاء نے جو محنت کی، اس پر وہ بے حد شکر ہے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین،

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

دارالعرفان۔ رحمان پارک

ککشن راوی لاہور

حرف رضوان

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

قلب الاقطاب حضرت سید نفیس العسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں صحابہ و اہل بیت کی محبت و مودت کے پیشوا اور امام تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک نے مجھے اس کام میں لگایا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ درد تھا کہ لوگ صحابہ اہل بیت کی محبت کو متوازن اور یکساں رکھ کر اپنی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈال لیں کیونکہ جو صحابہ کا گستاخ ہے وہ بھی جاہل حق سے بٹھا ہوا ہے اور جو اہل بیت کا گستاخ ہے وہ بھی حق سے بٹھا ہوا ہے اور اہل بیت کو تو دہرا شرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہل بیت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

”میرے دو ہاتھ ہیں ایک میں صحافہ کرام کا دامن اور دوسرے میں اہل بیت کا اور میں خود حضور خاتم النبیین ﷺ کا غلام ہوں“

اللہ پاک ہمارے بزرگوں کے طریقہ پائیمیل زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے  
(آمین)

رافضیوں کی ضد میں آکر کیونکہ وہ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ مرنے اور اہل بیت کو ان کے سپرد کر دیا ہے اور ان سے تقریباً اتفاقی کر لی ہے بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں سے ان کی عقل و شان کو گھٹانے کی ناکام کوششوں میں لگ کر اپنے

بُؤرُكُ وُعثْمَانُ وُعلی

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی  
بارانِ نبیؐ میں سے ہیں  
وہ شیخِ حرم کے پر وانی  
توبکرؓ و عشرؓ عثمانؓ و علیؓ  
اسلام نے جن کو عزت دی  
ایمان کی روایت جن سے چلی  
ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی  
گناہ ہے یہی ترتیبِ بھلی  
ان چاروں کی خوشبو پھیلے گی  
گر بجے گا یہ نغمہ کھلی کھلی  
یہ لوح و قلم کی نصیبت ہے  
لکھتا شاہِ نفیس بخطِ جلی

بر آجوبے انتظامی و سیاسی امور میں ان کا بنیادی فکر کیا تھا جس میں کوئی چلک یا کجھوٹ قبول کرنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے یہ وہ پہلو ہیں جن کو پیش نظر رکھے اور ان کا تجزیہ کئے بغیر ان کی سیرت کا مطالعہ ناقص اور غلط فہمیوں اور کوتاہ اندیشیوں بلکہ نا انصافی کا موجب ہو گا۔ " (المرغنی)

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ حضرت شاہ صاحب کے بہت ہی محبوب اور ہدم دیر بند جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف مدظلہ نے اپنی گونا گوں علمی مصروفیات کے باوجود کمال شفقت فرمائی اور تسہیل، حواشی، بیرونی اور عنوانات سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

کتاب کی کیونکر نگ طبیب خواجہ صاحب نے کی، ہماری سرپرستی اور مشاورت حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم، مولانا عزیز الرحمن عثمانی، مولانا محمد عابد، محمد عرفان شجاع، مفتی علی رضا جعفری، سید مہر حسین بخاری، محسن خواجہ، چودھری منصور صادق، میاں سعید، میاں نعیم صاحبان نے فرمائی اللہ پاک تمام اصحاب کو اپنے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے اور روزِ محشر ہمیں صحابہ کرام اہل بیت عظام اور بزرگوں کے ساتھ محشور اور حضور نبی کریمؐ کی خدمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

غیاث شاہ، رئیس المصنعی قدس سرہ  
القرہ رضوان نقیس

سمیت اپنے معتقدین کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی راہ پر ڈال دیا اللہ پاک ہم سب کو اہل راہ و تقویٰ کے اس وہاں سے محفوظ رکھے (آمین)۔

ہمارے یہاں "مضرات اہل بیت کرام خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاملہ میں کام کی بڑی کمی ہے اس کی مناسبت سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "المرغنی" سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"وہ مظلوم شخصیات جن کے حقوق نہ صرف یہ کہ انھیں دئے بلکہ ان کے حق میں شدید بے انصافی روا رکھی گئی حضرت سیدنا علیؑ بن ابی طالبؑ کی بلند و محبوب شخصیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ مخصوص حالات خاص قسم کے عطا اور چند نفسیاتی اسباب کی بنا پر ان کی سیرت پر بہت گہرے اور دہیز پر دے پڑ گئے ہیں اور باب بحث و تحقیق تو لوگ رہے خود وہ لوگ جو ان کی عظمت کے گمن گاتے ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کئے ہوئے ہیں انھوں نے بھی اکثر اوقات ان کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول اور ان کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر مہانت و غیر چاہب داری کے ساتھ پیش نہیں کیا وہ معاشرہ جس میں وہ پیدا ہوئے اور پر و ان چڑھے اس کا تجزیہ نہیں کیا گیا ضرورت تھی کہ دیکھا جاتا کہ وہ کیا اصول تھے جن کے وہ سختی سے پابند رہے وہ کیا اقدار تھے جن کو وہ تازہ نگ حرز جان بنائے رہے جو مشکلات سامنے آئیں ان کا کس اصول پسندی اور دینی و اخلاقی معیار بلند سے مقابلہ کیا اور ان سے عہدہ

کے، کیا آپ مجھے اس خدمت سے معاف نہیں کریں گے؟ کہا نہیں تمہیں، کہنا ہو گا، اس پر وہ بولے اچھا تو بیٹے!

"ان کی نظر انتہائی دور رس تھی ان کے کوئی انتہائی مضبوط تھے بات و دو ٹوک اور صاف صاف کہتے اور فیصلے پورے عدل و انصاف کے ساتھ کرتے، ان کی شخصیت سے علم کے چشمے اچلتے تھے دنیا دار دنیا کی دل آویزیوں سے متوحش رہتے رات اور اس کی تاریکی سے دل لگاتے تھے خدا کو ادا ہے کہ (راتوں کو عبادت میں) ان کے آنسو تھمتے نہ تھے دیر در تک فکر مند اور سوچتے رہتے اپنے کف دست کو اٹھتے پھٹتے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے سونا جھونا پہنتے، روکھا سوکھا کھاتے، بھڑا ہلکا اپنے ہی ساتھیوں اور بے تکلف لوگوں کی طرح رہتے جب پوچھا جاتا تو جواب دیتے جب ان کے پاس جاتے تو خود بڑھ کر بات شروع کر دیتے جب بلا تے تو حسب وعدہ آجاتے۔ لیکن ہم لوگوں کو (باوجود اس قربت و رفاقت اور ان کی سادگی کے ان کا رعب ایسا تھا کہ) ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ کوئی گفتگو چھیڑتے، اگر وہ مسکراتے تو ان کے دہانے ایسے نظر آتے جیسے سفید موتیوں کی لڑی ہو دوسروں کی توقیر کرتے مساکین سے محبت کرتے کسی طاقتور انسان کی یہ جرأت نہ تھی کہ ان سے باطل کی تائید میں توقع رکھتا اور کوئی نذر ان کے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہوتا۔

اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں سے نہ منظر دیکھے ہیں کہ رات نے اپنی سیاہ چادر پھیلا دی ہے تارے ڈوبنے لگے ہیں اور علیؑ

### ابتداء

کتب کے شروع کرنے سے پہلے ہم ابتداء کے طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتاب "المرقعی" سے کچھ اقتباس پیش قارئین کرتے ہیں۔ اس مضمون کو اگر تعصب کا چشمہ ہمارے صدفِ حقیت سے پرہیز جائے تو امید ہے کہ اللہ پاک اس کی برکت سے قاری کا سیدہ رافضیت، ناصیت اور خلاصیت وغیرہ کے فتنوں سے پاک کر کے "سید بے کینہ" بنادے گا نہ اصل مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد شاید ہی کسی عظیم تاریخی شخصیت کی ایسی تصویر کھینچی گئی ہوگی جو احساسات، حالات، رجحانات و تصورات اور انسان کے فطری ذوق و وجدان کی عکاس ہو جیسی کہ ضرار بن نضرہ (حضرت علیؑ کے ایک رفیق) نے حضرت علیؑ کے متعلق اپنے مشاہدات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر اور ان کی مجلس میں اور ان کے سامنے انھوں نے جو کہا اس میں جہاں محبت و احترام کی جھلک ہے وہیں شہادت کی وہ صداقت بھی نمایاں ہے جو صرف اللہ ہی کے لیے ممدوح کی غیر موجودگی میں دی جاتی ہے وقت و ماحول کی نزاکت اور مکمل احساس ذمہ داری اور جرأت کے ساتھ بیان کیے ہوئے یہ جملے ایک بہترین ادبی مرقع بن گئے ہیں۔

"ابوصالح سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ضرار بن نضرہ سے کہا کہ بتاؤ علیؑ (رضی اللہ عنہ) کیسے تھے؟ نہ اے نہ کہا اگر آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہو گا انھوں نے کہا بیان کرو، کہنے

امیر المومنین، بہادروں کے امام

اللہ تعالیٰ کے شیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؓ امام المومنین اسد اللہ الغالب کے فضائل و مناقب بکثرت ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری:

ان میں ایک یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری رکھتے اور شرافت نسب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اسد بن ہاشم کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ ابو عمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرت علیؓ اور ان کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں (اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے والدین دونوں ہاشمی تھے، ہاشمی نبی اکرم ﷺ کے جد امجد کا نام مبارک ہے، جو جناب عبد المطلب کے والد اور بڑی معروف شخصیت کے مالک تھے، مشہور روایت کی رو سے قریش مکہ کے لیے انھوں نے ہی موسم گرما اور موسم سرما کے دوسروں کی اجازت حاصل کی تھی) اور ان کے بعد حضرات انیس رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد امام محمد باقر اور عبد اللہ محض اور ان کے بھائی علیؓ باپ، انوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔ اور جناب رسالت ﷺ فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد جس نے مجھے جنم دیا وہ میری ماں تھیں۔ ابو طالب کا رو بار کرتے تھے اور ان کے یہاں کھانا دعوت کے طور پر ہوتا تھا وہ ہم سب کو اپنے

محراب مسجد میں اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑے در بدر سے شخص کی ضرب دے رہے تھا اور اس طرح تڑپ رہے ہیں، جیسے کوئی ایسا شخص تڑپے جس کو کسی زہریلے سانپ بچھونے لگا ہو، مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان کی آواز اب بھی سنائی دے رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں:

”اے دنیا! کیا تو مجھ سے بچھڑ چلا کر رہی ہے؟ یا مجھ سے کوئی امید رکھتی ہے؟ مجھ سے کچھ امید نہ رکھ! میرے علاوہ کسی اور کا فربہ دے! میں تو تجھے طلاق دے چکا ہوں، جس کے بعد تیری طرف رجوع کی گنجائش نہیں تیری عمر کو تاد، تیری دی ہوئی کامرانی حقیر تیرے خطرات بھیانک اور بڑے، آواز زوردار کہتا کہ تیرے سطر گنتا طویل ہے، اور راستہ کس درجہ سسنا ہے“

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس کے قطرے ان کی داڑھی پر گرنے لگے، اپنی آستین سے وہ آنسو پونچھتے اور رونے سے آواز حلق میں گھٹنے لگی، پھر حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ ابو الحسن پر رحم فرمائے، واقعی ان کا یہی حال تھا، مگر اہم اہمال کیو، ان کی جدائی سے کیا محسوس کرتے ہو؟ کہا مجھے ایسا غم ہے جیسا اس عورت کو ہو گا جس کا بچہ اس کی گود میں دفن کر دیا گیا ہو، اور نہ اس کے آنسو تھمتے ہوں نہ غم ہلکا ہو گا۔

ساتھ کہا کہ کھاتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ نس میں سے کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ ان بچوں سے میں دوبارہ کچھ کھا سکوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

## ۲۔ ولادتِ نبیؐ

حضرت علیؑ کے مناقب میں سے جو ان کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے دروازہ ابوائے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حالات زندگی میں جو یہ لکھا ہے کہ انس (حکیم) نے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ کعبہ میں ان (حکیم) سے پہلے کوئی اور پیدا ہوا اور ان کے بعد ہوا جو کہ اس پر نص (مراحت) ہے۔ اُسے مصعب کا وہم کہا گیا ہے جو حرب بن اخیمر (ولاء بعدہ) میں ہے۔ بلاشبہ متواتر روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین حضرت علیؑ کو جو بکعبہ میں جنم دیا۔

## ۳۔ نبی اکرم ﷺ کی کفالت:

اللہ عزوجل و ملاکی عنایتِ کم سنہی کے دور میں حضرت علیؑ کے شامل حال ہو گئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کی کفالت کو اپنے ذمہ لے لیا اور اسی بنا پر حضرت علیؑ کا اسلام لانا اور نبی اقدس ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنا زمانہ بچپن سے پہلے ممکن ہوا۔

## ۴۔ حضرت علیؑ کی اسلام لانے میں سہمت:

صحابہ اور تابعین کا قول کہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ اس بارے میں ایک فضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے روایت کی ہے: انہوں نے مجاہد بن جابر ابی الحارث سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصہ میں رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا کہ قریش مکہ پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا اور ابو طالب زیادہ اولاد رکھتے تھے۔ اس پر رسول اللہ علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت عباسؑ سے کہا اور وہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ دولت اور وسعت رکھتے تھے کہ اے عباسؑ آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو یہ خشک سالی کی نوازش آپڑی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں لہذا آئیے ہم اُن کے پاس چلیں اور اُن سے کنبہ کا حصہ بچہ بچا کریں۔ اُن کے گھر سے ایک آدمی کو میں نے لوں اور ایک کو آپ لے لیں اور ہم ان کی طرف سے اُن کو کا خرچ خود برداشت کریں اس پر حضرت عباسؑ نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ وہاں ابو طالب سے جا کر ملے اور اُن سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے کنبہ کے خرچ کا بوجھ بٹا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس سختی کو دور کر دے جس میں کہ وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابو طالب نے کہا کہ بہتر، نگر تم میرے پاس عقل کو چھوڑ دو۔



ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ تم غنیل اور طالب کو چھوڑ دو اور ان کے بعد جو چاہو کرو اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو لے لیا اور ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کو لے لیا اور اپنے سینے سے لگایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث کیا تو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حضرت جعفرؓ اور حضرت عباسؓ کے پاس رہتے تھے تا آنکہ ایمان لائے اور حضرت عباسؓ سے مستقی ہوئے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے یہ بیان کیا کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو رسول اللہ ﷺ کہہ کی گھنٹیوں میں سے کسی کی طرف نکل جاتے اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابو طالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری قوم سے چمپ کر نکلتے تھے اور وہیں دونوں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں واپس آ جاتے تھے، تو یہ دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ آپ اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ابو طالب نے دونوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ کونسا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو؟ تو آپ ﷺ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا دین ہے، چچا ان کے فرشتوں کا اور اُس کے رسولوں اور ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم کا دین ہے "یا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بنا کر اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اسے چچا ہر اس شخص سے جس

کا میں بھلا چاہتا ہوں خیر اور اس کو ہدایت کی طرف بلاتا ہوں اس (بھلائی) کے زیادہ حق دار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا کہ اے بھتیجے! میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ باپ و دادا کے دین کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اُس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم میں کسی چیز کو جس سے تجھے تکلیف محسوس ہوتی ہو تجھ تک نہیں آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میرے بیٹے تو کس دین پر رہے انہوں نے کہا کہ اباجان میں تو اللہ کے رسول ﷺ پر اور جو کچھ آپ لے کر آئے اُس پر ایمان لایا جاؤں اور میں آپ کی تصدیق کر چکا ہوں اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر اللہ کے لیے نماز پڑھی اور ان کا اتباع کیا ہے، لوگوں نے کہا کہ اباجان نے کہ ابو طالب نے یہ کہا کہ خبردار محمد ﷺ نے تجھے خیر خواہی کی دعوت دی ہے لہذا تو آپ سے جدا نہ ہو۔

اور احمد ابن حنبل نے عینہ اصرہنی سے روایت کی، کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ ایک دن منبر پر بیٹھ رہے تھے۔ میں نے اُن کو کبھی اس طرح بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ اُن کی ڈاڑھیں مل گئیں۔ پھر فرمایا کہ مجھے اپنے بابا ابو طالب کا یہ قول یاد آیا۔ کہ جب انہوں ہمیں دیکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم بائیں نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو وہ کہنے لگے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف دعوت

### ۶۔ حضرت علیؓ کی خلافت و نیابت کی پیشین گوئی:

حضرت علیؓ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ "منتظر خلافت" کی مانند معاملہ کیا کرتے تھے۔ حضرت خلافت و اہم منصب خلافت و نیابت کا انتظار کر رہا ہو۔ یہ جملہ شواہد صاحب کی اپنی اصطلاح ہے اور انہوں نے خواہ مخواہ کی دعوت کے قہے کو اس بات پر منطبق کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے لیے خلافت کی امید رکھتے تھے] جو کہ خلافتِ خاندہ کے لوازم میں سے ہیں۔ چنانچہ امام نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ اپنے چچے کے بغیر اپنے چچا زاد کے کیسے وارث ہو گئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کیا یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اور ان کے لئے ایک مد (یعنی تقریباً ایک سیر) کا تیار کر دیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا بچتا تھا چچا رہا، میرا نہ اس کو چھیڑا اسی نہیں گیا۔ قند پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ شربت منگایا تو سب نے اس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں پورا بیج رہا، گویا کہ اس کو چھوڑا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اولاد عبدالمطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے اس اُنت میں سے جو کچھ تم دیکھ سکتے تھے وہ دیکھ لیا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی، ساتھی اور وارث بنے؟ تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا

دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میری سرین بھی اوپر نہیں اٹھے گی۔ وہ اپنے والد کی بات یاد کر کے تعجب کی وجہ سے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں اعتراف کر رہا ہوں (خیر نہیں) کہ آپ کی اُنت میں سے کسی بندے نے، سوائے آپ کے نبی کے، مجھ سے پہلے آپ کی دعوت نہیں کی۔ یہ بات انہوں میں مرتبہ کہی۔ کہ بیشک میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات دن پہلے نماز پڑھی ہے۔

### ۵۔ جناب ابو طالب کی تعزیت:

حضرت علیؓ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دُعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب میرے بابا ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا کہ جاؤ ان کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دُعا بھیجیں کہ جس سے مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ اتنی خوشی عرض اور سیاہ اونٹوں کے ٹھٹھے سے نہ ہوتی۔ (حضرت علیؓ جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے)۔

۔ اس موقع پر میں اُن کی طرف بڑھا اور میں لوگوں میں سب سے پہلے تھا آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹے جا۔ پھر آپ ﷺ نے وہی بات تین مرتبہ کہی اور میں ہر مرتبہ انھیں ہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ بیٹے جا۔ یہاں تک کہ قیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ [اس طرح یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت علیؓ کو اپنی جانشین کا مقررہ کر دیا تھا]۔ حضرت علیؓ نے نہ ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا زاد کا وارث ہوا ہوں یہاں تک کہ بیٹے۔

۷۔ حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سوار ہونے:

امام نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ گئے "اور آپ کو اٹھائے ہوئے علیؓ کھڑے ہوئے" (یہ جند راوی کی طرف سے ہے) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کمزوری کو دیکھا تو کہا کہ بیٹے جا تو میں بیٹے گیا نبی اللہ ﷺ میرے کندھے سے اترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ محسوس ہوا ہاتھ کا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کنارے پر پہنچ جاؤں (یہ اس روحانی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس وقت حضرت علیؓ محسوس کر رہے تھے، جو پھر کے کندھوں پر سوار ہونے کی معمول بات نہیں ہے اور یہی معمولی اعزاز) تو حضرت علیؓ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک جھنڈا یا تاجے کا بٹن تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر زور لگایا شروع کیا

تاکہ اسے اگلاڑ سکوں واپس، بائیں اور آگے، چپے اور اُس کے سامنے سے یہاں تک کہ جب میں نے اُس پر قابو پایا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُس کو پیچک دے تو میں نے اُس کو نیچے پیچک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے چھپتے ہوئے چلے گئے یہاں تک کہ گھروں کی اوٹ میں جا پہنچے اس اندیشہ سے کہ کوئی ہمیں مل نہ جائے۔

۸۔ شبِ ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر شبِ بھری:

اُن کے مناقب میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار قریش آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے کے لیے اکٹھے ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو رخصتی سے فرمایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرت ﷺ کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار ٹھکانے میں نہ پڑ سکیں اور آنحضرت ﷺ کے جانے پر مطلع نہ ہونے پائیں۔ اور اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت ﷺ سے جا ملے۔

ابنِ الحنفی نے ہجرت کے اور نبی ﷺ کے بارے میں کفار قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا ہے کہ پھر جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ آن رات آپ ﷺ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ تو جب اللہ کا اندھا میرا چھایا تو شریکین کے حق ہو کر آپ کو دیکھنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے تاکہ وہ آپ ﷺ کے اوپر حملہ کر دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا تو علی بن ابی

یہ لوگ وہاں سے نہیں ملے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور حضرت علیؓ بستر پر سے اٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کا پلے جانا بیان کیا تھا اس نے سچ ہی کہا تھا۔ پھر محمد بن احق نے نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے قندہ میں بیان کیا کہ مکہ میں حضرت علیؓ نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں کو ان کی دہانٹیں ادا کر دیں جو ان کی آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور کلثوم بن اللہم کے مہمان ہوئے۔

#### ۹۔ مواغات میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام:

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صحابہ کرام کے درمیان مواغات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک مہاجر کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بھائی قرار دیا) مواغات کے معنی معنی بھائی چارے کے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ مر تقی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے درمیان مواغات کرائی تو حضرت علیؓ آئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، اور ہمایہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان مواغات کرائی اور میرے اور کسی کے درمیان مواغات قائم نہیں کی تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے انجی اکرم ﷺ نے اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے بھائی بھائی چارہ قائم کیا۔ مگر نہ تو خود کو کسی

طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری حضری ہیز چادر اپنے اوپر اندھ لے اور اس میں سو جا اور ان کی جانب سے ہرگز کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے گی۔ رسول اللہ ﷺ جب سویا کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف سے بابا ملے اور آپ نے ایک معنی کی منٹھی بھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سرواں پر بکھیر دیا۔ وہ اس وقت آپ یہ آیات پڑھ رہے تھے ہنس مٹا واقران الحکیمین سے فاکسکینہ فیض لا لہو یؤذن ○ تک یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سے فارغ ہو گئے اور ان میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف جانے کا آپ نے ارادہ کیا تھا آپ چلے گئے۔

اس کے بعد ان کے پاس ایک آنے والا آیا جو ان کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے رہو؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ کا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے تمہیں غصے میں ڈال دیا اللہ کی قسم بلاشبہ محمد ﷺ تمہارے سامنے سے ہو کر چلے گئے ہیں۔ پھر انہوں نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا پلے بھی گئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے؟ پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ بچھیرا تو اس پر مٹی پائی پھر انہوں نے مکان کے اندر جھانکنا شروع کیا تو وہ علیؓ کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھتے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد ﷺ سوئے ہوئے ہیں، اس پر اس کی چادر ہے۔ چنانچہ

انصاری کا یہی قرار دیا اور نہ ہی حضرت علیؓ کو اس میں شکست یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ  
مذہبی کو مرسلہ جلیلہ یہ سارا سلسلہ خود کو اور اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا ہے  
۱۰۔ جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ سوابق اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں  
حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جملہ کامل اور واقفہ اول یہ کہ جب موضع بدر  
کے نزدیک پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک جماعت کو غزوہ کے لشکر کا حامل معلوم  
کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت میں سے تھے۔

محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب شام ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے  
علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن العوف اور سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک  
جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی  
ڈھونے والے لوگ ان کے ہاتھ لگے جن میں ابو لہبؓ کا خادم اسلم اور بنو نضیر بن  
سعد کا خادم غریضؓ بن یسار بھی تھا، تو یہ حضرات ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے  
پاس لائے۔

دوسرا یہ کہ جنگ شروع ہونے کے وقت کفار میں سے تین آدمی مقابلہ  
کے لئے باہر آئے اور تین آدمی ان کے ساتھ مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل  
آئے ان میں سے ایک حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ محمد بن اسحاق نے کہا اور اسود بن اسد  
خزومیؓ مقابلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک بدخوا اور بد خصال شخص تھا، تو اس نے کہا کہ  
میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض میں سے ضرور پانی چوں گا یا اس کو ڈھکا

دوں گایا اس کے پیچھے جان دے دوں گا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حضرت  
حزہ بن عبد المطلبؓ بڑے جب دونوں میں بڑھ بیڑ ہوئی تو حضرت حمزہؓ نے اس کے  
ایک ہاتھ مارا تو اس کا پاؤں آدھی پنڈلی پر سے زخمی ہو گیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ  
اپنی پشت پر گر گیا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف اپنے زخمی پاؤں کے ساتھ تھمتنے لگا۔ پھر  
وہ حوض کی طرف مڑ گیا اور اس میں جا گستا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کر لے۔ اسی  
وقت حضرت حمزہؓ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی  
اس کو قتل کر دیا۔

پھر اس کے بعد قتیبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن  
قتیبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے  
لشکر اتوا اس کی طرف انصار میں سے تین توجہ ان لگے جو حضرت عوفؓ اور معوذہؓ حادث  
کے بیٹے جن کا نام عفرہؓ تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبد اللہ بن رواحہ  
کہا پتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں، تو انہوں نے  
کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں سے ایک لکڑہارنے والے نے لکڑا کہ  
اسے محمد ﷺ ہماری طرف ہزاری قہر کے ہرجہ لوگوں کو بھیجے۔ تو رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا اسے تجاہد بن الحارث اسے حمزہؓ کے ساتھ علیؓ انھوں۔ جب یہ  
حضرات اٹھے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو حضرت  
عمیدہؓ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور حضرت علیؓ  
نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم عزت و بزرگی میں ہمارے مرتبہ

لوگ ہو۔ تو حضرت ابو نعیدہؓ جو تینوں میں بڑی عمر کے تھے حبہ بن ربیعہ کے مقابلے کے لئے نکلے اور حضرت حمزہؓ نے شیبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا اور حضرت علیؑ نے ولید بن حبہ کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ نے توشیح کو مہلت دی نہ دی اور اس کو قتل کر دیا۔ رہے حضرت علیؑ تو انہوں نے بھی ولید کو مہلت نہ دی اور اسے قتل کر ڈالا۔ البتہ حضرت عبیدہؓ اور حبہ کے درمیان مقابلہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک ضرب لگائی۔ دونوں نے اپنے مقابل کو اسے زخم پہنچائے۔ پھر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؑ اپنی اپنی تلواروں کے ساتھ حبہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کو انہوں فنا کے گھاٹ اتار دیا اور اپنے ساتھی حضرت نعیدہؓ کو انھارے اور ان کو ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

سوم یہ کہ اس جنگ میں حضرت جبریلؑ بھی حضرت میکائیلؑ ان کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں میرے اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف حضرت جبریلؑ اور دوسرے کی طرف حضرت میکائیلؑ لگائیں گے اور اسرافیلؑ بڑی عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ جنگ کے وقت جن لوگوں کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور جنگ کے بعد محمد بن اسحق نے ایسے کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردید اور اختلاف کے ساتھ۔

ابو بکرؓ نے اور انیم بن سعید بن رفاعہ بن نافع انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دارا سے روایت کی ہے کہ کیا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو بعض لوگوں نے ذوسرں کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ تو سب غصہ کر گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آگئے اور ان کے ساتھ علیؑ بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو تم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ابو الحسن (یعنی علیؑ) نے پیٹ میں کچھ تکلیف محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا کہ مہار کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں انہیں گزند پہنچا دے۔

### ۱۱۔ خاتون جنت سے شادی:

ان کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ سے نکاح کر دیا اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مرتبہ عظیمہ سے نوازا۔ ابو عمر نے نعیدہ بن محمد بن سماک بن جعفر ثامی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کا حضرت علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کیا جنگ اُحد کے بعد اور حضرت فاطمہؑ کی عمر ان کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور حضرت علیؑ کی عمر اس وقت اکیس سال اور پانچ ماہ تھی۔

کاتب حروف (حضرت شادی اللہ محدث دہلوی) فرماتے ہیں کہ یہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہؑ کا نکاح غزوہ اُحد کے بعد ہوا ہے تردید ہے اس لیے

میں بھی ایک کونہ میں چھپ گئی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ آئے تو ان کو نبی ﷺ نے دعادی اور ان کے اوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس حضرت فاطمہؑ کو لاؤ تو فاطمہ سلام اللہ علیہا آئیں وہ اپنے اوپر شرم سے ایک رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو دعادی اور ان پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ یہاں سے نکلے گئے تو آپ ﷺ نے کچھ سیاسی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ اسامہ بن ابی اسدؓ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنت نعیم؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی میں موجود تھی اور تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! وہ کہتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ مجھے دعادی۔

#### ۱۲۔ غزوہ احد میں بہادری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ معرکہ احد میں بڑے بڑے فضائل ان کے حصہ میں آئے۔ حضرت صدیقؑ بن عمیر جو کہ آنحضرت ﷺ کے طمیر دار تھے جب ان کو مرتدہ شہادت حاصل ہو گیا تو ابابندرؓ اقدس نبویؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو جھنڈا دیا چنانچہ آپ نے اس حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت صدیقؑ بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جس نے ان کو شہید کیا وہ قبیصہ بن قیسہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔

کہ پھر حضرت علیؑ مرتضیٰ کا حضرت فاطمہؑ سے واقعہ احد میں یہ کہنے میں کیا حکمت ہو گی کہ اے علیؑ بن ابی طالب! (مجھ پر ہے یہ خون و دھو) واللہ اعلم (امکان فی اسناد رجال میں ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ سے رمضان ۲ء میں نکاح کیا اور ذوالحجہ میں رخصتی ہوئی اور غزوہ احد ۳ء بکری میں ہوا اس لئے محمد بن اسحاق کی یہ روایت کہ نکاح غزوہ احد کے بعد ہوا صحیح نہیں ہے۔ قرین قیاس یہ کہ غزوہ بدر کے بعد نکاح ہوا کیونکہ ۱ء رمضان ۲ء میں غزوہ بدر ہوا ہے اور اسی ماہ کے آخری ایام میں نکاح ہوا صحیح)۔

اسامہ نسائی نے قصداً حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ میں عہدہ امت پر یہ دوسری روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے لیکن جب حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ نے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر دیا۔ اور نیز نسائی نے اسامہ بنت نعیمؓ (اسامہ بنت نعیم اس زمانہ میں حضرت جعفر بن علیؑ طالب کی زوجہ تھیں جعفرؓ حضرت علیؑ کے بڑے بیٹے تھے جو ۹ء میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد ان سے حضرت ابو بکرؓ نکاح کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ وفات کے بعد ان سے حضرت علیؑ نے نکاح کر لیا) سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہؑ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی کے وقت موجود تھی۔ جب صبح ہو گئی تو نبی کریم ﷺ شریف لائے آپ ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کیا جاتا ہے کہ ان کی زبان میں شہو تھا (شہو کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولنا۔ سین کو خدا اور نہ کوئیں۔ انہی زبان والے کو شہو کہتے ہیں) اور عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز سن لی تو ایک طرف دو گئیں۔ (راوی نے) کہا اے عقیقین (چھپ گئیں) اور

بھر دو قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوگوں کے سامنے اٹھ کر آیا۔ حالانکہ وہ مصعبؓ بن عمیر تھے جو شہید کر دیے گئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ بن ابی طالب کو دیا اور اس موقع پر حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے طور پر خوب داد شہادت دی۔

ابن ہشام سے روایت ہے کہ جب بنی ہاشم سے مسلحہ بن علقمہ ہزنی نے بیان کیا کہ غزوہ اُحد میں جب جنگ نے شدت اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے آکر بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور حضرت علیؓ آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابوالقاسم ہوں (وہابی ہاشم کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابوالقاسم ہے۔ قاسم کے معنی ہیں ذلیل کرنا، توڑنا، ادا نہ ہونا اور دینا اور قاسم کے معنی ہیں کٹنا، چھپانا، ہاتھوں سے توڑنا) تو ان کو ابوسعید بن طلحہ نے لٹکارا جو مشرکین کا جھنڈا لے کر بڑھا کر اسے ابوالقاسم کیا۔ مقابلے پر آنے کی ہمت ہے، راوی کہتے ہیں کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں جہد مقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس پر ایک ضرب لگائی اور اس کو پچھلا دیا۔ مگر پھر اس سے ہمت گئی اور اس کا کام تمام نہ کیا۔ حضرت علیؓ سے ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے اسے ختم کیوں نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اس کو قتل ہی کر دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابوسعید بن طلحہ دونوں صفوں کے درمیان لٹکا اور اس نے لٹکارا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا، میرے مقابلے پر کون آئے گا؟ تو کوئی بھی اس کے مقابلے پر نہ لٹکا۔ تو اس نے کہا کہ اے اصحاب محمدؐ تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جاچکے گئے اور تمہارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور عزیٰ کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو مگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلے کے لئے تم میں سے کوئی تو لٹکتا۔ اس موقع پر حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ اس سے مقابلے کے لئے نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو دو وار کرنے کی نوبت آئی کہ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کھار کے مقتولین کے ناموں کی فہرست میں ایک جماعت شہیدیں آتی ہے جن کو حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ نے قتل کیا تھا۔

اور جب ابتلاء و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ کرام اس واقعہ میں درجہ شہادت پر پہنچ گئے اور صحابہ کو اس جنگ میں آنحضرت ﷺ کی متعلق کچھ خبر نہ تھی اور جب آنحضرت ﷺ گمانوں کی طرف تشریف لے گئے اس جماعت میں حضرت علیؓ مرتضیٰ بنی شافعی تھے۔ ابن اسحقؒ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو وہ آپ ﷺ کی طرف چل پڑے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ احد کی گمانوں کی طرف چل دیے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عمارؓ بن العاصؓ اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔



زباں نبوت نے ان کے دو ساتھیوں کو بھی اس طرف میں شامل کر کے انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا [ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی کہ ابن ابی نضیر نے کہا کہ ایک ندامت کرنے والے نے اللہ کے دن ندامت کی "لا شفاء الا ذوالفقار" "الح یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔

### ۱۳۔ غزوہ خندق میں:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ خندق میں جب کفار قریش میں سے چند لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت علیؑ مر قنسی نے عمرو بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ان لوگوں نے خندق کے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو جنگ تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایزد لگا دی تو وہ اس میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو اس شو زدن پر کدایا جو خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو حضرت علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے اور ان کو اس حد پر جہاں سے ان لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو اتار دیا تھا روک دیا، اور کھڑے سواران کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عمرو بن عبدود نے غزوہ بدر میں جنگ کی تھی اور اس کے ایک گہر اثر غم تھا اور وہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پھر جب غزوہ خندق کا وقت آیا تو وہ جہنم لگے ہوئے نکلا تاکہ لوگ اس کا مقام پہچان لیں۔

پھر آزمائش کی گھڑی مل جانے کے بعد خون دھونے کے لئے پانی لانے کی نیت بھی حضرت علیؑ کے ہاتھ سے انجام پائی۔ صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ میں غولبی جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ ﷺ کے زخم کو دھو رہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا۔ کوئی دوا آپ ﷺ کو لگائی گئی تھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ اس کو دھوری تھیں اور حضرت علیؑ ذوال سے پانی بہا رہے تھے پھر جب حضرت فاطمہؑ نے دیکھا کہ پانی خون پر گچھڑا رکھا کر رہا اور اس سے خون کا بہاؤ تیز ہو رہا ہے تو انہوں نے بورے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اس کو زخم پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ ابن اثرق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین تک پہنچے گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی حضرت فاطمہؑ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے، واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی حضرت علیؑ ہیں ابی طالب نے بھی ان کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے لو اس کا خون بھی دھو۔ واللہ اس نے بھی مجھے آج بڑی خوبی دکھائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے واللہ تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو جحشؑ نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے [اس نکتہ کو بخش لوگوں نے غلطی مفہوم میں لیا ہے۔ کہ اسے علیؑ نے تم نے جنگ میں شہادت کے جوہر دیکھائے ہیں تو کیا ہوا سہل بن حنیف اور ابو جحشؑ نے بھی تو اس کا بھر پور مظاہرہ کیا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد حضرت علیؑ کی تعظیم نہیں بلکہ تعریف کرنا تھا۔ چاہم

پھر وہ اور اس کے سوا بظہر مجھے اور اس نے اعلان کیا کہ اس کا مقابلہ کون کرے؟ حضرت علیؓ بن ابی طالب اس کی طرف آگے بڑھے اور اس سے کہا کہ اے مردِ بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ قریش میں کا کوئی شخص جب دو اہم کاموں میں سے ایک کی طرف تجھے دعوت دے گا تو تو اس کو ضرور قبول کرے گا اس نے کہا کہ ہاں پھر اس سے حضرت عقیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام لانے کی طرف اس نے کہا کہ اسی کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے نیچے اتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں، تو اس سے حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کر دیتا ہے یہ سن کر عمرو بن جوش میں اٹھیا اور فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر اور پھر اس کے منہ پر تلواریں ماری۔ پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے قدم گھڑ سوار ساتھی بھاگ گئے یہاں تک کہ بچا جھٹے ہوئے خندق کو پہنچا دئے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے اس واقعہ کے متعلق یہ اشعار کہے

نكسرت الحجار فممن سفاہة رابہ  
لصورت حين تو كنه متجولا  
ونصرت رب محمد بصواب  
كالجزع بين دكا وكدر دافى  
وعلفت عن الثواب ولو اننى  
كنت المقطر بذي الثوابى

لا تحسبن الله غافل دینہ  
ونبيه يا معشر الاحزاب  
(ترجمہ) اس نے پتھروں (پتھریلوں) کی اپنی عقل کے بھندے پن کی وجہ سے مدد کی اور میں نے اس بات رائے کے ساتھ رپٹ محمد کی مدد کی پھر میں اس وقت واپس لوٹا جب میں نے اس کو بچھا کر ڈالا جیسے ریت اور ٹیلے کے اوپر کھجور کا تیلہ پڑا ہوا ہو۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے کپڑے کھسوت لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہو! ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے نبی کو رسوا کرنے والا ہے [عربوں میں رواں تھا کہ وہ دشمن کو قتل کر کے اس کے کپڑے اتار پلٹے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس رسم بد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار نے نبی کریم ﷺ کو عمرو بن عبسہ کی لاش واپس کرنے کے لئے ظہرِ قمر کی پیش کش کی، مگر آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ لیا اور بلا حاد نہ لاش واپس کر دی] ۱۳۔ غزوہ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

پھر بنو قریظہ کے حاصرے کے وقت ان کے قلعہ سے اتر آئے کے اسباب میں سے ایک سبب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی بہادری تھی۔ ابنِ اسحقؒ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اہل علم میں سے ایک ایسے شخص نے روایت کی ہے جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے جب کہ وہ کثیب نامی ایامان پہنچا قریظہ کا حاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ اور حضرت زبیر بن العوامؓ آگے آگے تھے اور انہوں نے کہا تھا میں وہذا لکھ ان کو ضرور چکھائیں گا جو حضرت حمزہؓ نے ان کو چکھایا تھا اور میں اس کے قلعہ کو ضرور فتح کر کے رہوں گا جس کے بعد بنو قریظہ کے یہودیوں نے کہا اے

انہوں نے سچ کہا ہے جنگ یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے گروہ قریش والہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم سب کو یاقم میں سے کچھ گودین پر ضرور مارے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ وہ ہے جو جوتے کا گتھ رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جوتا یا تھا جس کو وہ گتھ رہے تھے۔ [عناہ بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ۶-۸ھ کے درمیان]

۱۶۔ غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے دوران خیبر کے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ ﷺ نے جہنڈا حضرت علیؓ کی مرضی سے ہاتھ میں لیا، اس کی طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کو آپؓ نے فتح کر لیا۔

محمد بن اسحقؒ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے بربذ بن ربیعہ بن نعین نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے دو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو جہنڈا اسے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے جنگ کی اور واپس آگئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ انہوں نے خوب کوشش کی تھی پھر

محمد بن اسحقؒ پھر وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہے) گود قلعوں سے نیچے اتر آئے تھے۔ [اس موقع پر ان کی یہ مہدی کی بنا پر حضرت سعدؓ نے فیصلہ کیا۔ ان کے لڑنے کے قابل تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا جائے]

۱۵۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر تھے اور صلح حدیبیہ میں ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ ان اسحقؒ نے بیان کیا کہ وہی اس صحیفہ (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں آپؓ نے حضرت علیؓ کی مرضی کے ساتھ مشرک خلافت کا معاملہ فرمایا۔ نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ عقل و سمجھ کی باتوں سے دلچسپی ہے۔ وہ تو صرف ہمارے مال و متاع کو چھوڑ کر یہاں بھاگ آئے ہیں آپ ﷺ ان کو ہمدانی طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ قہداری کیا دے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا ہے جنگ یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ قہداری کیا دے ہے تو انہوں نے کہا کہ

دوسرے دن حضرت عمرؓ کو بھیجا انہوں نے جنگ خوب کی اور واپس لوٹ آئے مگر ان کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہو سکی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ برابر حملے کرنے والا ہے، جھانگے والا نہیں وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فوجوں کے آگے بھیج دیں تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دین بھی دیا اور فرمایا کہ یہ جھنڈا لیا اور روانہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ راوی کہتے ہیں کہ سہ نے بیان کیا کہ وہ اس کو لیکر خوب بچھتے ہوئے نکلے اور ہم ان کے پیچھے ان کے قدم بدم پھٹتے رہے۔ ہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے پیچھے پتھر کی بجی کے نیلے میں گاڑ دیا۔ یہودیوں نے ان کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سن کر یہودی کہنے لگے کہ قسم ہے اس کتاب کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تم حارثہ بن جہم کو گئے (یا جو انہوں نے کہا) اور حضرت علی بن ابی طالب اس وقت تک نہیں لوٹے جب تک کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ نے فتح نہ فرمادیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ کا مقابلہ سر حبشی مشہور یہودی پیڑھان سے ہوا تھا اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر کے یہ قلعہ فتح کر لیا تھا)

ابن اسحاقؒ نے مجھ سے روایت کی ان سے عبد اللہ بن حسنؒ نے ان سے ایک شخص نے ان سے ابو رافعؒ مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیکر بھیجا تھا پھر جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے لوگ آپؐ کے مقابلے پر آئے تو ان سے حضرت علیؓ نے جنگ کی۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو آپؐ نے ایک دروازہ جو قلعہ کے قریب تھا اٹھایا اور اس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنالیا اور جب تک آپؐ جنگ کرتے رہے وہ دروازہ برابر آپ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر قلعہ فتح کر دیا۔ پھر انہوں نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھ دیا پھر جب وہ خارج ہو گئے تو قلعہ کی قسم مجھ سمیت سات آدمی اس دروازے کو پھٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قلعہ نہ ہو سکا۔ امام بخاریؒ نے حضرت سلمہ بن اکوعؒ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ آشپہ چشم میں بھاگے تھے۔ انہوں نے خیال کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (ای سال میں) آپ ﷺ سے آئے۔ تو جب ہم نے وہ رات گزاری (جس کے بعد) قلعہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا (یہ فرمایا) کل جھنڈا ایسا شخص لے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو فتح دے گا۔ تو ہم سب امید

کر رہے تھے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علیؑ نہیں تو آپ ﷺ نے اُن کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے اُن کو نصیب دی۔

۱۔ عروۃ مرفوعۃ القضا میں:

اُن میں سے ایک اور یہ ہے کہ عروۃ القضا میں حضرت علیؑ مرتضیٰ اور حضرت جعفرؑ اور حضرت زیدؑ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو حضور ﷺ نے: "ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ امام بخاری نے حضرت براہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ذوالقعدہ میں بنی مکنزہؓ نے عمرہ ادا کر لیا [صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان معاہدے پایا تھا اس کی دوسے مسلمانوں کو آئندہ برس مکہ مکرمہ آنے کی اجازت دینی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں آکر تین دن تک قیام کیا۔ اس وقت حضرت جعفرؑ بنی حباب شیبہ ہو چکے تھے۔ جس کی بنا پر یہ واقعہ پیش آیا] اور تین دن کی مذت گذر گئی تو بنی مکنزہؓ واپسی کے لئے نکلے تو حضرت حمزہؑ کی بیٹی نے آپؐ کا پیچھا کیا وہ اسے چھاپا اسے چچا بکھر آوازیں دے رہی تھیں [حضرت حمزہؑ کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ لیکن دشمنی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اور حضرت حمزہؑ نے اور حضرت زیدؑ بن حارث نے ابولہب کی لوطی فریب کا دودھ پیا تھا، اسی بنا پر زیدؑ بن حارث نے اس کو اپنی بھینچی فرمایا اور آپ ﷺ نے زیدؑ کو اپنا بھائی کہا۔] تو اس کو حضرت علیؑ مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہؑ کے پاس لے آئے اور اُن سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو لے آیا ہوں۔ پھر اس پر حضرت علیؑ

اور حضرت زیدؑ اور حضرت جعفرؑ میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؑ نے کہا میں اس کو لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؑ بولے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے۔ جبکہ حضرت زیدؑ بولے یہ میری بھینچی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور حضرت جعفرؑ سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور حضرت زیدؑ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے [یہاں مولیٰ بھی ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استعدت میں ہے اسی لئے اس جملہ سے زیدؑ خوشی سے رقص کرنے لگے تھے۔ لعنت]

۱۸۔ نصارائے خیران کے ساتھ مباہلہ / حضرت علیؑ کا اعزاز:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ جب خیران کے نصارے کے ساتھ مباہلہ کا معاملہ پہنچا ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ مرتضیٰ، حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ اور حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کو مباہلہ کے لئے بلا لیا۔ ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "ذَلِیْکَ الْبَیْضُ الْمُنَاقِلُ" یعنی ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو۔ "آفرینک۔" تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلا لیا اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں [مباہلہ کے نظمی معنی ایک دوسرے کو بدخواہی کے ہیں۔ مگر اس موقع پر اس کی نوبت نہیں

آئی اور وفدِ نجران میں موجود ان کے مات پادری نے انھیں ایسا کرنے سے روک دیا جس پر انھوں نے آنحضور ﷺ کی غیر مشروط اطاعت قبول کر لی!

۱۹۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات:

ان میں سے ایک یہ کہ جب فتح مکہ کے لئے حملہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو غلیظ غلیظی کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ خط جو حاکب بن ابی بلتعہ نے غلاف قریش کے نام جمع کیا اس کے لئے جانے والی عورت کے قبضہ سے نکال لائیں۔ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زہیر اور مقداد کو بھیجا اور فرمایا کہ تم تینوں روانہ ہو جاؤ جب تم روضہ فاخ بنی نضیر کے قریب آؤ تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے جا کر لے لو تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ فاخ پر پہنچ گئے دیکھتے کیا ہیں کہ یہاں ایک مسافر عورت موجود ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا پڑے گا ورنہ ہم تیری حاشا ملیں گے، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی سینہ جیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔

پھر جب کہ حضرت سعد بن عبادہ سے جو بنو خزرج کے طبردار تھے ایسا کر صادر ہوا جو نبی اکرم ﷺ کو پسند نہ آیا تو آپ ﷺ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا محمد بن اسحاقؒ نے کہا کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا

کہ سعد کا جب داخل حرم کی طرف رخ پھیرا تو انھوں نے کہا کہ آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو یہاں جہین میں میں سے ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو یہ بات بتادی، تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ من لیجے جو کچھ سعد بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خوزیری ہو گی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالبؓ سے فرمایا کہ تم اس سے جھنڈا لے لو اور تم ملحد ا رہو، مکہ میں اس کے ساتھ داخل ہوتا۔

ابن اسحاقؒ نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں جا کر بیٹھے اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کھنچی ان کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سقاہے (یعنی پانی کے انتظام) کے ساتھ چاہے (کعبہ کی در بانی) بھی ہم کو دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہوں خط کہاں ہے؟ تو ان کو بلا یا سید۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسے مکان پر لے آئی کئی منزل!۔ آج نیک اور وقار (عبد اکابر) ہے۔

۲۰۔ بنو خزیمہ کی طرف حضرت علیؓ کی داغ بیل:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا تھا۔ تو اس برائی کے تذکرہ کے لئے ان کے پیچھے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

## ۲۱۔ غزوہ خُنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی:

اُن میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ خُنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس حالت میں ثابت قدم رہے۔ دلوں کی جماعت میں موجود رہے۔

ابنِ اِحققؒ نے بیان کیا کہ جو لوگ مہاجرین میں سے تھے وہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابو سفیانؓ اور اُن کا بیٹا اور فضل بن ربیعہ، حادثہ اور اسامہؓ بن زید اور امینؓ بن ام ایمنؓ عہد تھے۔

ابنِ اِحققؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمرؓ نے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی کہ اس دوران میں قبیلہ یوازن کا وہ شخص جو صاحبِ علم تھا اپنے اونٹ پر چڑھ اپنی حرکت میں کر رہا تھا، حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار کے ایک شخص نے اُس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو حضرت علیؓ اُس کے پیچھے آئے اور اُس کے اونٹ کی دو ٹانگوں پر کچھوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سرین کے بل گر آیا تو انصار نے کوہِ اُس مہرور پر چڑھ کر قوت سے ضرب لگائی اور اُس کی ٹانگ کو نصف پٹائی تک کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے آکر لہ اس طرح میدانِ مسلمانوں کے حق میں قہر بھرا۔

محمد بن اِحققؒ نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علیؓ سے روایت کی، کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ! اُس قوم کی طرف سفر کر کے جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے روانہ کو اپنے پاس کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) اِس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ دو سوے دان کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دیا تھا چنانچہ انہوں نے اُن کے مشفقانوں کے خون کی دیت ادا کی اور اُس کی بھی خلائی جو اُن کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہ تک کہ اُن کے کتوں کا بھی خون بہادیا اِس حد تک کہ جب اُن کے خون بہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور اُن کے ساتھ جو مال تھا اُس میں سے کچھ بچا گیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ نے اُن سے کہا کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچاؤ یا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ ﷺ کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو اُن کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں یہ کام پورا کر کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ ﷺ سے سب حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے قبہ کی طرف منہ کیا عاک کے لئے دونوں ہاتھ بچھیا دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے نیچے کا حصہ نظر آنے لگا تھا فرمایا یا اللہ میں آپ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔

۲۲۔ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبر گیری کے لئے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے آپ کو شرف فرمایا۔

محمد بن اسحقؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو اپنے متعلقین پر جائشیں بنایا اور ان کو ان میں خبر گیری کا حکم دیا تو منافقین نے حضرت علیؑ کے متعلق پردہ پیکندہ کرنا شروع کر دیا انہوں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر پار بگھتے ہوئے اس سے ہٹا ہونے کے کیلئے اس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تو جب منافقوں نے ایسا کیا تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اٹھ کر نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے جب کہ آپ ﷺ مقام جرف (جو مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) میں اتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ منافقین نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے اوپر پار بگھ کر پیچھے چھوڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبر گیری کرتے رہنا۔ اور پھر فرمایا اے علیؑ کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ تیرا میرے ساتھ دلی ہو جو حضرت ہارون کا میرا ہے حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۲۳۔ ۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ نويس سال میں آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کو امیر حج بنایا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۃ براہ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اسکی تفسیر کے لئے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔

احمد بن حنبل نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ان کو سورۃ براہ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں تو خوش تقریر ہوں اور نہ ہی خطیب، فرمایا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اس کو میں نے کر جانا یا تم لیگر جانا تو حضرت علیؑ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں سو روانہ ہو جاؤں۔ فرمایا تم جانا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں خوب برکت دے گا اور تمہارے قلب کو سچی بات رکھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علیؑ کے منہ پر رکھا۔

محمد بن اسحقؑ کہتے ہیں کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حذیفہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۃ براہ نازل ہوئی آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے تاکہ وہ وہاں کو حج کر آئیں آپ ﷺ نے عرض کیا کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اس سورۃ کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو نہ دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری



طرف سے بجز میرے اہل بیت کے اور کوئی اس اعلان کو ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براۃ کے اس نکلنے کو تم نے امر بجا اور منع کبیر کے دن جب لوگ مثنیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کرو کہ کوئی کفر جنت میں داخل نہ ہو گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا حوالہ لگا دے کہ اسے اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ ہے تو اس کو معاہدہ کی مدت تک اجازت ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”عندنا“ ”ناقیہ“ پر پیش کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ سے راستہ ہی میں جا ملے۔

جب انھوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو حضرت علیؓ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل پڑے تو حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کے لئے حج کا حکم کیا (یعنی شریعت کے مطابق لوگوں سے منسک حج ادا کرانے لگے) اور عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی ان منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم غر (۱۰ ذوالحجہ) آیا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں ان باتوں اعلان کیا جن کا حکم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کی کفر جنت میں داخل نہ ہو گا آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ کوئی شخص لگا ہو کر بیت اللہ کا حوالہ کرے گا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت معاہدہ تک اس کو رسوم سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں کے

لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت ہے تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں لوٹ جائے۔ پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی ذمہ نہ رہے گا۔ مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی مدت تک ہو تو وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہو گا۔ پھر اس دن کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے لگا ہو کر بیت اللہ کا حوالہ کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک عہدہ مدت تک کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب باخود سورہ براۃ سے تھا۔

۲۴۔ حضرت خالد بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لئے تقرری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ مرقتی کو حضرت خالدؓ کے قتل وصول کرنے کے لیے یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد بن ولید کو معزول کر دیا۔ اس دوران میں حضرت علیؓ مرقتی کی کوششوں سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح ہوا۔ اس دوران میں حضرت علیؓ مرقتی کی بابت حضرت خالدؓ کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ مائل پیدا ہوا اور ان لوگوں نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی شکایت خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ مرقتی کے حق میں پابندی اہل انصاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپؐ کی حکایت پر جھڑکا اور اس سے منع کیا۔

ترجمہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میں نے اپنے لئے وہ نظروں سے گزرے۔ اُن میں سے ایک پر حضرت علی بن ابی طالب کو امیر بنایا اور دوسرے حضرت خالد بن ولید کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ جب جنگ ہونے لگے تو علی امیر ہو گا (کنز الدقائق) حضرت براء کہتے ہیں حضرت علیؑ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو لیا اس پر حضرت خالدؓ نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی ﷺ کے پاس بھیجا جس میں حضرت علیؑ کی بڑی تلمیح تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ نے خط پڑھا تو آپ کا رنگ مغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسے شخص کے ہاتھ سے کیا رائے قائم کی جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے اور اُس کے رسول ﷺ کے غضب سے۔ میں تو صرف اپنی بیویوں۔ تو آپ ﷺ نے خاموش ہو گئے۔ [اس واقعہ کا ذکر متعدد روایات میں ہے۔ اور چونکہ حضرت خالد بن ولید کی حضرت علیؑ سے مخالفت تھی اُس لئے انہوں نے اس واقعہ کو علامہ رنگ میں پیش کیا۔ اگر اس میں واقعی کچھ مداخلت ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ جو حضرت علیؑ سے سسر بھی تھے حضرت علیؑ کو لازماً قاتل ثابت کرتے۔ مگر یہاں معاملہ مکمل طور پر حضرت علیؑ کی حمایت اور ان کی تعریف و توصیف کا وہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے قانون کے مطابق عمل کیا تھا]

ابن اسحق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد الرحمن بن مسعود نے سلیمان بن محمد بن کعب سے روایت کی انہوں نے اپنی چھوٹی ازب سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں کہتے

ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت علیؑ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اسے لوگو علیؑ کی شکایت نہ کرو وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔

### ۲۵۔ حضرت علیؑ کی یمن کے قاضی کے طور پر تقرری:

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو یمن کا حاکم بنایا تو آپ قضا عظیم فرمائے اور دعا کی کہ قضا پر مفتوح (یعنی سب) ہو جائے۔ احمد بن حنبل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہا کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ ﷺ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں تو عمر ہوں اور مجھے قضا کا کام بھی نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس بائع ہمارے والے آئیں تو اؤل کے لیے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے اُن کی بات نہ لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر ظاہر ہونے کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ (اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنارہا اور ایک روایت میں ہے کہ دو کے درمیان کسی فیصلہ نے مجھے کبھی عاجز نہیں کیا۔

۳۶۔ جنت الوداع کے موقع پر حضرت علیؑ کے اعزازات:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب جنت الوداع کا ارادہ فرمایا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، انہوں نے وہیں سے حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا ابلت صحابہؓ یہ اٹھ گئے کہ اس موقع پر حج کا احرام باندھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے اور قربانی کے بہت سے پانچواں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آئے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن المارث الکندی سے روایت کی ہے کہ ایک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنت الوداع میں حاضر تھا۔ اور آپ ﷺ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے پاس ابوالحسن (حضرت علیؑ) کو بلاؤ۔ تو حضرت علیؑ کو بلا لئے گئے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ غمخیزی کے نیچے کا حصہ تم پر کیا اور اس کے اوپر کا حصہ خود رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ اپنے غمخیز پر سوار ہوئے اور حضرت علیؑ کو اپنے پیچھے بٹھی یا اور جب آپ ﷺ جنت الوداع سے واپس ہوئے تو مقام بدر غم میں آپ ﷺ نے خطبہ دیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ تاکہ اورادہ وغیرہ مانے روایت کی اور یہ الفاظ حاتم کے ہیں، مزید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنت الوداع سے لوٹے اور بدر غم میں اترے تو آپ ﷺ نے سیزھوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف

کردی گئیں۔ فرمایا میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے واپس بلا لیا گیا ہے اور میں نے دعوت قبول کر لی ہے، میں تم میں دو بھائی چڑیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے خاندان کے لوگ تو تم غور کرو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے اور دونوں پر گزیدہ نہ ہو گئے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا آقا (مولیٰ) ہے اور میں میرا مومن کا آقا (مولیٰ) ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا آقا (مولیٰ) ہوں علی بھی اس کا آقا (مولیٰ) ہے۔ یا اللہ آپ اس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اس سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔ (غیر لم بطم لکھو تسمیہ یہ ہم کہ اور مدینہ کے درمیان جگہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور اس کے قریب ایک بڑی کاشت ہے اور اس میں سیزھوں ہیں اس کو بدر غم کہتے تھے۔ سیزھوں خراب ہو رہی تھیں اس کو صاف کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا۔ لوگوں نے صاف کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس موقع پر اس طرح کی صورت تھی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ذکر اس نے فرمایا کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہم مانگتے ہیں کہ آپ ﷺ سے ان کی شکایت کی تھی۔)

۲۷۔ سال نبوی ﷺ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

ان میں سے ایک اور یہ کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس عالم فانی سے عالم اخی کو انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ نے شریعت علیؓ کے جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ ﷺ کے غسل اور دفن کی خدمت انجام دی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ہمارے اصحاب میں سے عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت عثمانؓ بن عباسؓ، اسماءؓ بن زید اور شتران مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کو غسل دینے میں تھے جوئے تھے۔ اور یہ کہ اس بن عوفی انصاری نے جو بنو خزرج کا ایک شخص تھا حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم کو بھی عقد دیجئے جب کہ بنو اس کے لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور اہل بدر میں سے بھی۔ حضرت علیؓ نے کہا اندر آ جاؤ وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے غسل میں شریک ہوئے۔

آپ ﷺ کو دوران غسل حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے سہارا دیا اور حضرت فضلؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت قثمؓ آپ ﷺ کو پلٹا رہے تھے اور حضرت اسماءؓ بن زید اور حضرت شترانؓ جو دونوں آپ ﷺ کے آزادہ کردہ غلام تھے یہ آپ ﷺ کے اوپر پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ ﷺ کو غسل دے رہے تھے اور آپ ﷺ کو اپنے سینہ سے

سہارا بھی دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ کے جسم پر آپ ﷺ کی قمیص تھی۔ پیچھے کمر میں اسی سے آپ ﷺ کو لٹکتے تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے بدن پر نہیں لگا رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور ماں آپ ﷺ پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ ﷺ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں۔ اور رسول اللہ ﷺ میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو عام طور پر میت میں دیکھی جاتی ہیں۔

پھر ابن اثیر نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں اترے وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباسؓ و حضرت قثم بن عباسؓ اور حضرت شترانؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ تھے۔

### حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی احکام اسلامی میں سہقت سے متعلق اور دوسری احادیث جو آپؓ کے فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے یہاں ان کو لکھ دیں۔

حاکم نے امام محمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ گرام میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آتے جتنے علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔

بندہ ضعیف (شاہ ولی اللہ دہلوی) کہتا ہے کہ اس کا سبب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وہ وجود کا اجتماع ہے کہ آپؓ کی اسلامی احکام میں پختی ہے جیسا کہ

چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کی قرہی رشتہ داری ہے، اور آنحضور ﷺ رشتہ داری کے تعلق کی مرادات رکھنے میں سب سے بڑے ہوئے اور حقوق قرابت کو سب سے زیادہ پکھاننے والے تھے۔ پھر جب غلط باتیں امداد کی اور حضرت علی مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت ﷺ کی نگرانی میں ڈال دیا تو آپ کا مرتبہ قرابت دوبالا ہو گیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دیا تو مزید فضیلت ان کے شامل حال ہو گئی۔ پھر جب ان کے ایام خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہل زمانہ کے دل ان سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ کے بقیہ صحابہ کرام نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اس کو صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ اس سبب سے ان کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہو گیا۔ کچھ حدیثیں تو اتر کے مرتبہ میں اور کچھ دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر جب شیعیت کے فتنہ نے سر اٹھارا تو بے باک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حق اعتدال سے پاؤں باہر نکالا اور اپنی بدعت کو مرتد کرنے کے لئے احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اور عقرب جان لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں ان کو لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد میں تسکین اعراض کریں گے، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اس کو ہم روایت کریں گے۔

**الف۔ حضرت علیؑ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث:**

[متواتر سے مراد ایسی احادیث ہیں جنہیں روایت کے پروردہ پر کھرا تم قہین شہداء و افراد روایت کرتے ہوں۔ ایسی احادیث کا مرتبہ حدیث مشہورہ کے بعد سب سے زیادہ ہے]

۱۔ تو میرے لئے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام:

یہ حدیث متواتر ہے کہ

انبت علی ہارون من موسیٰ  
مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں  
حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

یہ حدیث حضرت محمد بن ابی قحاص اور حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم نے روایت کی ہے۔

۲۔ اے اللہ علیؑ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر:

اور متواتر احادیث میں سے یہ حدیث بھی ہے

أنا من علی وعلی منی اللہ والی من والیہ  
میں علیؑ سے (راضی) ہوں اور علیؑ مجھ  
سے اے اللہ تو اُس سے محبت کر جو اِس

و عاویہ بن عمارہ

سے محبت کرے اور اُس سے عداوت کرے۔

اس کو حضرت امیر المؤمنین، حضرت بریدہؓ، حضرت عمران بن حصین اور حضرت عمرو بن شاش وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

۳۔ اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں:

متواتر احادیث میں یہ حدیث بھی ہے: کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

إِنَّمَا لِرَبِّهِ اللّٰهِ لِيُذَيِّبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

نبی ﷺ کے گھر والوں کو جو اہل بیت سے تھے اور تم کو (ہر طرح

ظاہر و باطن) پاک و صاف رکھے

تو رسول اللہ ﷺ نے اُن پانچوں (حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ اور خود ذات رسالت مآب ﷺ) کو بلایا۔ یہ حدیث حضرت سعدؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت انسؓ بن مالک نے روایت کیا ہے۔

۴۔ غزوہ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری:

متواتر احادیث میں سے یہ بھی ہے: کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو غزوہ

فتح خیبر میں جہنم اعلیٰ کیا اور فرمایا

لَا تُطِيعُونَ الرَّايَةَ بَعْدَ بَعْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ | میں ایسے شخص کو جہنم اداوں گا جو اللہ اور

و بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اُس سے محبت کرتے ہیں۔

اس کو حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت کبیل بن سعدؓ اور حضرت سلمہ بن الاکوعؓ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے حاضرین معاہدہ بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا تم کو اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ تم ابوترابؓ کی خدمت کرو۔ حضرت سعدؓ نے کہا کچھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد ہیں گی جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں حضرت علیؑ کو ہر گز بیزار نہ کہوں گا۔ اور ان تینوں میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے ضرر نہ پہنچاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جو ان سے فرما رہے تھے اور (قلم یہ تھا) کہ آپ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علیؑ کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور جس پر آپ ﷺ سے حضرت علیؑ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے مجھے غور کیا اور مجھ پر غلیظ بنا دیا ہے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أَمَّا قَدْ هِيَ أَنْ تَكُونَ مَعَ حِزْبِ لِقَاءِ رَوْنٍ | کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں موسیٰ الا انه لا نؤفة بعدی | تم میرے لئے اُس مرتبہ میں دو جن مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ کے ہاں

حضرت ہارون علیہ السلام تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ غزوہ خیبر میں آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں یہ جھنڈا اکل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (مسند) کہا کہ ہم (انگلی دن) اس (جھنڈے) کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ ﷺ کی ہم پر نظر پڑ جائے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلا کر لاؤ چنانچہ وہ ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اسے لئے تو آپ ﷺ نے اُن کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور جھنڈا اُن کو دیا، پھر اللہ نے اُن کے ہاتھ پر قلعہ فتح کر دیا۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی "ثُمَّ قَالَ اللَّهُ لِمَنْ آمَنَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ" "آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو بلاؤ" (۳:۶۱) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلا دیا اور کہا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

۵۔ حضرت علیؑ کے فضائل میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت:

حاکم اور نسائی نے عمرو بن ميمون سے روایت کیا، کہا کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ اُن کے پاس نو اشخاص آئے انہوں نے کہا اے ابن عباسؓ یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا پھر ابن لوگوں سے الگ ہو کر ہم سے تہائی

میں گھٹکھو کریں۔ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اس زمانہ میں وہ ابھی نابالغ نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ابن لوگوں نے بات چیت میں جہل کی توہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عباسؓ اپنے کپڑے بھارتے ہوئے آئے اُس وقت وہ نف و نف (کلمات افسوس) کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بد گوئی میں پڑ گئے کہ جن میں ایسے دس فضائل ہیں جو اُن کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۔ وہ ایسے شخص کی برائی میں پڑے ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دیکر بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ بھیجے رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا

رسول ﷺ اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اُس (جھنڈے) کی سبکی نے انہید کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؑ کہاں ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا چوس رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، اور کوئی دوسرا انہیں تھا جو آٹا چیتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ آئے اور اُن کی آنکھیں کھل رہی تھیں، دیکھتے پر بھی قادر نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں چھونک ماری، اور پھر جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور ان میں اُن ہی کو دیا۔ پھر حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو (امام) بنایا اور انہیں آئے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت علیؑ کو بھیجا انہوں نے اُن

سورۃ کو ان سے لے لیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نہیں لے چاہئے۔ مگر ایسے شخص کو جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔"

۴۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ "فرمایا نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا کی اجازت سے کہ قریش سے دینا اور آخرت میں کون میرے ساتھ مولاۃ کرے گا (دل سے میرا معادان اور ساتھی ہو گا) اس وقت تمام لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو اس دینا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔

۵۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما کے بعد تمام لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ تھے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا بیڑا (نبی پاور) لے کر حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اوپر رکھی اور فرمایا

إِنَّمَا بُرِئَ اللَّهُ بِهَذِهِ غُلَّةُ النَّجَسِ | اللَّهُ تَعَالَى كَوَيْهَ مَنْظُورٍ بِهَ كَأَسَ كَعْرٍ وَادَوِ  
أَقْلَلُ النَّجَسِ وَكَثَّرَ طَهْرَهُ | تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو  
(ہر طرح) کھابر اور باطن پاک و صاف  
رکھے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ شبِ ہجرت میں حضرت علیؓ نے اپنی اہل کو سختی میں ڈال دیا یعنی نبی ﷺ کی چادر اور وحی پھر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ اور مشرکین یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ

آئے اور حضرت علیؓ (امام علیؓ) سو رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ بھی یہ مکان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اللہ کے نبی ﷺ تو بنو میمون کی طرف گئے ہیں۔ تو آپؐ انہیں وہی جا کر مل لیں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ چلے گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل جا ہوئے۔ اور حضرت علیؓ کے اوپر کنگار پتھر پھینک رہے تھے جیسا یہی معاملہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے تھے اور حضرت علیؓ لا چوٹ کی وجہ سے (سچ) تاب کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا رکھا تھا اس سے باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی پھر حضرت علیؓ نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا کہ تو یقیناً غلامت کے قائل ہے۔ حیرانہ سی (یعنی محمد ﷺ) تو اہل بھی نہیں کرتا تھا اور ہم ان کے پتھر مارتے رہتے تھے اور تو سچ و تاب کھاتا رہا ہم اس بات کو عجیب خیال کر رہے تھے۔

۷۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ "رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ گئے تو آپ ﷺ سے حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ جاؤں گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ نہیں۔ تو اس پر حضرت علیؓ ڈروٹے گئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ کے ہاں حضرت ہارونؑ تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی مجھ



نہیں ہے میرے لئے چاہا مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تو میرا تمام مقام ہو کر یہاں

۸۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ: حضرت علیؑ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو میرے لئے دینی دوست و محبوب، آقا ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا۔

۹۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (کے صحن سے ملے ہوئے مکافوں) کے دروازے بند کر دیئے حضرت علیؑ کے ۱۰۰ اڑے کے سوا تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے اس لئے کہ وہ ان کا راستہ تھا اور اس کے سوان کا اور کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں جس کا آقا ہوں تو اس کا آقا علیؑ بھی ہے (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے شروع میں کہا تھا کہ وہ حضرت علیؑ دس فضائل بیان کریں گے مگر چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں شریک ہیں۔)

۱۱۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب کچھ سے راضی اور خوش ہے (یعنی جن لوگوں نے دینت کے چہچہ بہت کی تھی، ان میں حضرت علیؑ بھی تھے) پھر اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا بیان لیا۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ ان سے یعنی حضرت علیؑ سے ناراض ہو گیا ہے؟

۱۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس حاکم بن اہل بیت کی گردن مار دوں۔ فرمایا تو ایسا کرے گا؟ اور تجھے یہ خبر نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں پر جھانک کر یہ فرمادیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور حضرت علیؑ ابھی اہل بدر میں سے ہیں)۔

۱۳۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کو ایسی تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے عرشِ رجب کے اُنغٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ آپ سے کہا گیا کہ اسے امیر المومنین وہ کیا ہیں، کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ان کا نکاح ہوتا اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ ان کے لئے اُس میں وہ بات حلال ہے (یعنی بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا) جو ان کے ہی لئے حلال ہے۔ اور غزوہ خیبر والا جھنڈا۔

۱۴۔ حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ وہ عربوں میں سے کسی میں نہیں ہیں ۱۔ وہ تمام عرب اور عجم والوں میں سے پہلے فطس ہیں جنہاں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

۲۔ اور وہ ایسے فطس ہیں جن کے ساتھ ان کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے۔

۳۔ اور وہ شخص ہیں جنہوں نے (جنگ احد کے دن) اتلا کی گھڑی میں (آپ ﷺ) کے ساتھ صبر کیا تھا۔

۴۔ میں اور وہ ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو قتل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔

۵۔ حضرت علیؑ کو بڑا بھلا کہنا:

حاکم نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے ابو عبد اللہ جدی سے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو بڑا بھلا کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا عاز اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور اسی طرح کا کلمہ۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے ”جس نے علیؑ کو بڑا بھلا کہا۔ اُس نے مجھے بڑا بھلا کہا۔“

اسی طرح ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی ملیکہؓ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: کہا کہ شام والوں میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؑ کو بھلی دی تو حضرت ابن عباسؓ نے اُس کو پتھر مارا اور کہا کہ اسے دشمن خدا تو نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

إِنَّ الْبَلَاءَ لَمُؤْمِنٍ وَالْغُلَامَ الَّذِي شَاءَ اللَّهُ وَسَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِي ظُلُمٍ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا  
نے دنیا اور آخرت میں اُن پر لعنت کی (۳۳:۵۷)

ہے اور اُن کے لئے رُسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے

اگر رسول اللہ ﷺ موجود نہ ہوتے تو تہباری اس بات سے اُن کو بھی ایذا پہنچتی۔

۶۔ حضرت علیؑ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ:

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے لیے جنت میں ایک محفوظ خزانہ ہے اور پادشہ تو اس کی دونوں جانب والا ہے، (یہذا اولاً) جنسی صورت پر) بیکلی (الحاقیر) نظر کے بعد دوسری (جالا) راہ) نظر نہ قال۔ بیکلی تو تہبار سے لئے معاف ہے دوسری کا کچھ حق نہیں۔

۷۔ حضرت علیؑ عرب کے سردار:

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا روایت ہے: وہ کہتی ہیں: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے پاس عرب کے سردار کولہا میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کا سردار ہے۔

۸۔ باگاہِ نبوت سے حضرت علیؑ کے ساتھ خصوصیت و ممانعت:

عبداللہ بن عمرو بن ہند جینی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: کہ میں نے بن حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے وال

کر نہ تو آپ ﷺ مجھے عطا کرتے تھے اور جب میں خاموش ہو جاتا تو آپ ﷺ خود مجھے بات لی اتنا کرتے۔

#### ۱۰۔ حضرت علیؓ کا مسجد میں کھٹنے والا دروازہ:

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں کے دروازے مسجد نبوی شریف میں گزر گاہ کے طور پر نکلتے تھے، تو ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے سوا تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دو۔ اس بارے میں جب لوگوں نے کلام کیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد یقیناً میں نے حکم دیا ہے کہ تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دیا جائے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا۔ تو اس بارے میں تم میں سے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے از خود نہ تو کسی کو بند ہے کیا اور نہ کھولا ہے۔ لیکن مجھے ایک بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔

#### ۱۱۔ حضرت علیؓ کا دروازہ:

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کا شیریں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے تو جو شیریں میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہئے۔

#### ۱۲۔ حضرت علیؓ کی بیروی:

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میری موت کی طرح کی موت مرے اور ہمیشہ کی جنت میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ علیؓ بن ابی طالبؓ کی بیروی کرے کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستے سے بخشنے دے گا اور نہ گمراہی میں داخل کرے گا۔

#### ۱۳۔ منافقوں کی پہچان:

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ ہم منافقین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب سے، نماز سے بچنے سے رو جانے سے اور حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کے ساتھ بغض رکھنے سے پہچانتے تھے۔

#### ۱۴۔ حضرت علیؓ کی بیروی:

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کی زوجیت میں دے دیا ہے اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال و دولت نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے قیام زمینؓ کو تمہارے گرد رکھا اور پھر دو آدمیوں کو برگزیدہ کیا ان دونوں میں سے ایک تیرا شوہر ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔ حضرت علیؓ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے

## ۱۶۔ حضرت علیؓ اللہ کے محبوب ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت گیا کرتا تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے بھینسا ہوا چوڑا چٹا کپڑا لایا۔ تو آپ ﷺ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں سے کسی شخص کو بھیج دے اور اُسے ایسا مصداق بنادے۔ پھر علیؓ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں گئے ہوئے۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (حضرت علیؓ نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیے جانے کا تذکرہ کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو بھلا لیا اُس پر کس چیز نے تجھے آباد کیا؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی دنیا کو عنایت کیا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں سے ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترجمہ کرنے لگا ہے کہ یہ بات غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی ہے۔

إِنَّمَا أَتَيْتُ مُشَاهِدًا وَكَلِمَةً خَالِدًا | آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔ (۱۳:۷)

حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مندر رہیں اور میں ہادی ہوں۔

## ۱۵۔ بارگاہ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تو سوائے علیؓ بن ابی طالب کے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ ﷺ سے کلام کرے۔ اور حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سلمانؓ سے کہا کہ آپ کو حضرت علیؓ سے اتنی زیادہ محبت کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ”جس نے علیؓ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔“

حضرت ابن بربہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ اپنے اصحاب میں سے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُن سے محبت کرتا ہے۔ حضرت بربہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں ہم میں سے ہر ایک اس کا خواہشمند ہو گا کہ وہ اُن میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یا رب کھو کہ علیؓ اُن میں سے ایک ہے پھر فرمایا کھو کہ علیؓ اُن میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

### ۱۷۔ حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت:

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ سے فرمادے تھے کہ اے علیؓ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور جو شخص رہا اور نہ اب ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے میں بھٹت ہوا۔

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض کوثر آئے گا اور تم میں سے سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ علیؓ بن ابی طالب ہے۔ اور حضرت زبیر بن العوفؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لایا وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ میں تو اور یہ سونے والا یعنی علیؓ اور وہ دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

### ۱۸۔ جنت تین افراد کی مشتاق ہے:

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی یعنی علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ کی مشتاق ہے۔

### ۱۹۔ حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے:

حضرت ابن ابی اوفیٰؓ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی نکلان کر اؤں یا اس سے نکلان کر دوں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ بات) عطا فرمادی، اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہؓ اپنے والد اسعد بن زرارہؓ سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؓ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مومنین کا سردار ہے، حقیقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے پٹنے والا (یعنی صالحین کا رہبر) ہے۔

اور حضرت علیؓ بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے: کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا مدینہ منورہ میں حضرت حسنؓ بن علیؓ کی طرف جانا ہوا اور ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیجؓ تھے جو حضرت علیؓ کے خلاف بہت بد زبانی کرتے تھے، حضرت حسنؓ نے کہا کہ تو حضرت علیؓ کو بوجہ ظالمین سے بچانے کے تو اس نے کہا، اللہ میں ایسا نہیں کرتا فرمایا کہ اگر تو ان سے ملا اور میں نہیں کہتا کہ تو ان سے قیامت کے دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے حوض پر (آپ ﷺ کے ہمراہ جانے کا منافقین کے جھنڈوں کو آپ ﷺ سے روکتا ہوا۔ ان کے ہاتھ میں عوج (ایک ذرا کھڑکی) کی ایک لاشمی ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ ہوئے) والے نے بیان کی جن کے منافق کی کج بات وہی جاتی ہے حضور نبی کریم ﷺ پر جس نے انکار کیا اور باز نہ ہوا۔

حضرت علیؑ آئے۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ کیا کہ آپ ﷺ کو حضرت علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آگئیں اور دروازے کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ حضرت علیؑ کی طرف زیادہ جھٹک گئے اور ان سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ اسی دن انتقال فرما گئے تو آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؑ تھے۔

### ۲۲۔ جنت میں حضرت علیؑ کا باغیچہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے، اسی دوران میں ہمارا گھر ایک باغیچے کے قریب ہے ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ باغیچہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں تیرا باغیچہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

### ۲۳۔ حضرت علیؑ کے پیرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

### ۲۰۔ حضرت علیؑ کو سکھائی جانے والی خصوصی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب علیؑ کا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھائوں کہ اگر تو ان کا ورد کرے تو تیری مغفرت کر دی جائے گی، مگر اس بات کے کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے۔

لا الہ الا اللہ العلیٰ العظیم لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالی شان للہ الخلیفۃ النکیرہ شیخان اللہ رب العالمین صاحب عقلت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم و کریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

### ۲۱۔ آنحضور ﷺ کے دنیا میں سب سے آخری ملاقاتی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اُس ذات کی قسم ہے جس کے نام پر میں حلف اُٹھاتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کے وصال سے قبل) آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؑ تھے۔ اُس روز صبح سورے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کی اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ کیا علیؑ آیا، کیا علیؑ آیا۔ یہ اللہ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمائے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا شاید آپ ﷺ نے ان کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کبھی جہنم کا پھر پھر کے بعد

۲۶۔ حضرت علیؑ کو گرمی اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ:

امام سنانی نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے کہا اور وہ اس وقت ان کے ساتھ جا رہے تھے کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دوبار یک کپڑوں میں لپکتے ہیں جبکہ گرمی میں سخت اور چارے کپڑوں میں لپکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا تو انہوں نے کہا کیوں نہیں میں وہاں تھا کہا کہ (واقعہ یہ ہوا تھا) کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آ گئے۔ اور حضرت عمرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتا ہے اور وہ بھانسنے والا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اس وقت میری دونوں آنکھیں ڈکھری تھیں تو آپ ﷺ نے میری آنکھوں میں اچھا پان لگایا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی آفت سے تو اس کے لئے بھائی ہو یا۔ مسرت علیؑ نے کہا کہ بس اس کے بعد سے نہ میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ ہی سردی کی۔

۲۴۔ خانوادہ نبویؐ سے لڑائی اور صلح کی حقیقت:

اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے: وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا کہ جس سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری لڑائی بھی ہے جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے۔

۲۵۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت:

اور حضرت بریدہؓ سے روایت ہے: کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ کو حضرت فاطمہؑ سے تھی اور مردوں میں حضرت علیؑ سے۔ حضرت فہج بن عیمرؓ سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؑ کے یہاں گیا تو میں نے حضرت عائشہؑ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سنا۔ اور میری والدہ حضرت عائشہؑ سے حضرت علیؑ کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو حضرت عائشہؑ نے کہا کہ تو مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ اللہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ ﷺ کو ان (حضرت علیؑ) سے زیادہ محبوب ہو اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ان کی زوجہ (یعنی حضرت فاطمہؑ) سے زیادہ محبوب ہو۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔

## ۲۷۔ حضرت علیؑ کا خاص اعزاز:

حضرت محمد بن علیؑ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک قوم کے کچھ لوگ بیٹھ تھے۔ پھر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ اندر داخل ہوئے تو دو گانگ وہاں سے باہر نکل گئے۔ اس پر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور پھر گولے والہ گھس نے ہم کو باہر نکالا اور ان کو اندر بھیجا پھر لوٹ کر اندر آ گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے اس کو اندر نہیں داخل کیا اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اندر داخل کیا اور تمہیں باہر نکالا۔

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؑ تو میرا مخلص اور امانت دار ہے۔

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے خلق کو چمڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا، اچھا ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ بات کھول کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور مجھ سے منافق کے کوئی بغض نہیں کرے گا۔

## ۲۸۔ حضرت علیؑ سے محبت:

حضرت سعید بن عبیدہ سے روایت ہے: کہ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تو مجھ سے حضرت علیؑ کے بارے میں نہ پوچھ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے اُن کے گھر کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ میں تو اُن سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے گا۔

## ۲۹۔ دربار نبوت میں حضرت علیؑ کا مقام:

اسی طرح حضرت ابوذر بن عمرو بن جریر سے انہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں رات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اگر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے ہوتے تو نبھان لیا کہہ دیتے۔ اور میں یہ سن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز نہ پڑھ رہے ہوتے تو مجھے اجازت دے دیتے اور پھر میں اندر داخل ہو جاتا۔

حضرت ابوالاسود اور ایک اور شخص سے، انہوں نے زاذان سے روایت کی کہ فرمایا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔



محمد بن اسامہ بن زیدؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے علیؓ! تو تیرا والد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔"

۳۰۔ حضرت علیؓ کی صحت کے لیے زبان نبوت سے نکلنے والی دعا:

سیدنا بن عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہ میں نے اپنے دادا سے اور رسول اللہ ﷺ سے میری عیادت کے لئے تحریف لائے۔ جب آپ ﷺ میرے گھر پہنچے میں لینا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے میرے پہلو پر ٹیک لگائی، پھر مجھے اپنا پڑا حایہ پھر جب دیکھا کہ مجھے کچھ سکون ہو گیا ہے تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو آپ ﷺ واپس تحریف لائے مجھ پر سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ اے علیؓ! اٹھ اور میں اٹھا تو میں صحت یاب ہو چکا تھا، گویا مجھے پہلے کوئی بیماری نہ تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ بھی سوال کیا وہ میرے لئے بھی کیا۔

۳۱۔ سرگوشی کرنے کے لیے صدق کے حکم کی منوخی میں حضرت علیؓ کا کردار:

حضرت علیؓ بن حنفہؓ سے، انہوں نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْفُوا اللَّهَ لَكُمْ صُدُقٌ مِّنْهُ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْفُوا اللَّهَ لَكُمْ صُدُقٌ مِّنْهُ  
(۵۸:۱۴)

اے ایمان والو جب تم ہمارے رسول ﷺ سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو) جو خیرات دے دیا کرو۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دے کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتابا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ایک دینار۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تو کہ اس کی حالت نہیں دیکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کہنے کی حالت دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو کہ تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْفُوا اللَّهَ لَكُمْ صُدُقٌ مِّنْهُ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْفُوا اللَّهَ لَكُمْ صُدُقٌ مِّنْهُ  
(۵۸:۱۴)

دیکھتے دیکھتے اس آیت کے بعد

اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تکلیف میری وجہ سے کی گئی۔ اس آیت کا ثبوت نازل یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے حقائق اپنی حیثیت جانتے اور لوگوں خصوصاً مسلمانوں پر رعب بھانے کے لئے نبی اکرم ﷺ سے "سرگوشی" میں گفتگو

شروع کیا، دیکھتے اور اس کے پیچھے کوئی حقیقی مقصد کار فرما نہ ہوتا اس لئے یہ غمگین آیا کہ جو لوگ آپؐ سے سرکشی کرنا چاہتے ہیں، پہلے مدد کریں لیکن چونکہ منافق مدد کرنے میں کمزور تھے اور پھر اس غم کا وہ مقصد تو وہ حاصل ہو گیا اس لئے کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ غم منسوخ کر دیا، امتین بن زکوة ہمدانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسنوفی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی رائے کی وہی اہمیت تھی جو انہوں نے تقدیر کو دی تھی!

### ۳۲۔ خانوادہ نبویؐ کی محبت کرنے والے کا مقام:

امام ترمذی، اور عبد اللہ بن احمد نے روا کر ائمہ میں مساوات اہل بیت کے سلسلہ روایت سے روایت کی ہے دونوں کہتے ہیں: کہ ہم سے تفسیر بن علیؓ نے بیان کیا ہے کہ ہمیں علی بن جعفر بن محمدؓ نے کہا، کہ مجھے خبر دی میرے بھائی موسیٰ بن جعفر بن محمدؓ نے اپنے والد جعفر بن محمدؓ سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علیؓ سے انہوں نے اپنے والد علیؓ سے انہوں نے اپنے والد حسینؓ سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا علی بن ابی طالبؓ سے، کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔

### ۳۳۔ حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ:

اور حاکم نے مساوات اہل بیت کے سلسلہ روایت سے روایت کی کہتے ہیں، ہم سے ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن ابی طاہر عقیلی حسنی نے روایت کی، کہا ہم سے اسماعیل بن محمد بن ابیحق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ نے روایت کی، کہا کہ

مجھ سے میرے چچا علی بن جعفر بن محمدؓ نے روایت کی، کہا مجھ سے حسین بن زید نے عمرو بن علیؓ سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد علی بن علیؓ سے: وہ کہتے کہ حضرت حسن بن علیؓ نے جب کہ حضرت علیؓ شہید کئے گئے لوگوں کو خطبہ دیا، تو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اس شخص کی وفات ہو گئی جن سے پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے ان کے مر جبہ کو پہنچنے اور رسول اللہ ﷺ اپنا جھنڈا اُن کو دیا کرتے تھے تو وہ جنگ کرتے تھے، اور حضرت جبرئیلؑ اُن کے دائیں طرف اور حضرت میکائیلؑ اُن کے بائیں طرف ہوتے، جو اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ اُن کو شرف نہ دے دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں نے نہ تو سونا چھوڑا اور نہ چاندی سوائے سات سو درہموں کے جو اُن کے وحشیہ میں سے لے چکے تھے، اُن کا ارادہ تھا کہ اُس سے اپنی بیوی کے لئے کوئی خادم خریدیں گے۔ اور لوم نہ دینی نے اس حدیث کو وہ سہری سند سے روایت کیا ہے عاصم ابی ہبلہ تک نقلاً (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں گے، تک)۔

پھر کہا ہے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے، تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علیؓ ہوں، میں نبی ﷺ کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف سے علم کے نعمت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ حضرت جبرئیلؑ ہمارے طرف ہلال ہو کر تے تھے اور ہمارے ہی پاس سے اُپر چڑھا کرتے تھے، میں اُن گھر والوں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے

گندی کو دور کیا اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں ان گھروالوں میں سے ہوں جس سے محبت کرنے کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ يَشْفَرْفِرْ حَسَنَةً وَ لَمْ يَنْجِهَا حَسَنَةً | اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اور بخوبی زیادہ کر دیں گے۔ (۳۲:۲۳)

تو اقربا حبسہ (نیکی کا کمانا) اہل بیت کی محبت ہے۔

[اس روایت کا یہ مقدمہ ہرگز نہیں کہ اقربا حبسہ سے مراد صرف اہل بیت کی محبت ہے۔ بلکہ مقدمہ یہ واضح کرنا ہے کہ اہل بیت یعنی خاندان نبوت سے محبت کرنا بھی ان اقربا حبسہ کا ہی نیکل کمانے میں شامل ہے اور یہ اعزاز کسی دوسرے خاندان کو حاصل نہیں کہ اس سے محبت کرنا بھی نیکی کمانے کے زمرے میں شامل ہو۔]

۳۳۔ انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان:

امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم انصار وادوں کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتے تھے یعنی حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتھ ان کے بغض کی وجہ سے۔

اور حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے علیؓ سے کوئی منافق محبت نہ کرے مجھ اور کوئی مومن ان سے بغض نہ رکھے گا۔

۳۵۔ حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ طائف میں حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی سرگوشی اپنے بچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہو جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔

۳۶۔ حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ میرے اور میرے سوا کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے۔ کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ گھر کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ بحالت جنابت مسجد کو راست بنائے سوائے میرے اور سوائے میرے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں کھینے والے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوائے حضرت علیؓ کے دروازے کے۔ [بعض روایات میں حضرت ابو بکرؓ کے معنی دار (خود) کا ذکر بھی آیا ہے۔ لیکن حضرت علیؓ کے لئے ان کے سامنے کا دروازہ مسجد میں جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔ جبکہ حضرت ابو بکرؓ کو معنی دار (خود) مسجد میں کھولنے کی اجازت دی گئی۔]

## ۷۔ حضرت علیؑ سے محبت و دشمنی:

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ ہی ای سے کھول کر بیان کیا کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور تجھ سے منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

## ۳۸۔ حضرت علیؑ کی زندگی کے لیے نوحہ:

حضرت ائمہ علیہ السلام سے روایت ہے کہتی ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں حضرت علیؑ بھی شامل تھے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خدا کرتے سنا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ تجھے اس وقت تک موت نہ دیجئے گا جب تک کہ علیؑ کو آپ ﷺ سے نہ دکھادیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کا حضرت علیؑ کے اوصاف پر تبصرہ

## ۱۔ شجاعت و حمیت وغیرہ:

حاصل کام یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے فضاائل کا یہ بھل احوال ہے کہ اصل جبلت میں آپ اپنے اخلاق قویہ رکھتے تھے جو عالی ہمت جو اس مردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت، قوت اور خیریت اور وقار تو بخشش خداوندی نے ان تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اس خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیض رہائی کی اس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروق اعظم کے مناقب میں واضح کی

جانتی ہے۔ اور اریاض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو چپہ (آگے کو یاد آئیں بائیں) جھکتے تھے اور جب کسی شخص کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس کا دم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ وہ سانس لے سکے اور وہ فریبی کے قریب تھے۔ زور دار کھائی اور تاجہ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لئے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے آپ نہایت دلیر اور نہایت طاقت ور تھے۔ جب بھی کسی سے سختی لڑی تو اس کو پچھاڑ دیا، بہادر اسنے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ ہو آپ (اللہ کی نصرت سے) فتح پاب ہوئے۔

## ۲۔ وفاداری:

آپ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیض خداوندی نے آپ کے اس اخلاق کو مہذب کر دیا تو آپ کے لئے "مقام محبت" مسلم ہو گیا۔ تو اثر محبت یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں کل ایک ایسے شخص کو چھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے چھنڈا حضرت علیؑ کو دیا۔

## سودھکیل دینا دشمنوں کو:

آپ کے ایسے ہی اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپ اپنے ہم دشمنوں کے ساتھ مقابلے میں اور دشمنوں کو لڑائی میں دیکھیں جیتے۔ فیض خداوندی نے اس وصف کو ان کی سوابق اسلامیہ میں صرف فرمادیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ آئے محمدیہ

هَذَا مِنْ خُصَائِنِ الْمُتَخَصُّصَاتِ فِي تَقْوَاهُ | یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں باہم اختلاف کیا۔ (۲۳:۱۹)

ان کی اور ان کے رفقاء کا شان میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے روایت کی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے: انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانوں کے علی چبھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت دن کے اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا) نہ تو میں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی۔

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی هَذَا مِنْ خُصَائِنِ الْمُطِيعِ یعنی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلے میں نکلے، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ یا ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور شیبہ بن ربیعہ، جبرہ اور لید بن جبرہ۔

۳۔ کھر دراپن اور شمشیر برہند ہوتا:

حضرت علیؓ کے اوصاف میں سے ایک وصف اُن کا کھر اپن، شمشیر برہند ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں کی خوشامد اور مرقت کی وجہ سے نہ توڑنا ہے۔ اور بخشش خداوندی نے ان کے اس وصف کو نبی عن المر اور حفاظت بیت المال میں صرف کیا۔

حاکم نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علی بن ابی طالب کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ ہم

میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے سن کر آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔

ابو عمروؓ نے اسحق بن کعب بن جبرہؓ سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ اللہ کی ذات کے بارے میں سخت ہے۔

۵۔ اپنے مشن کی تکمیل کرنا:

ان کے اوصاف میں سے ایک اپنی قوم اور اپنے بچپن زاد کی محبت و محبت میں مثلاً آپ کے کبار حضرات کو پورا کرنے کا اہتمام کرنا اور اس کی مدد میں بہت قویہ کو کام میں آنا ہے، زیادہ تر یہ خصلت شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔

جب فیضِ نبویؐ نے اس خُلق نے اس (وامعہ) کی خدمت کی اور اس مفہوم عقلی کو خوب واضح کر دیا تو اس نے ایک بار مقام حاصل ہو گیا کہ جس کی تعبیر رسول اللہ ﷺ کی اخوت اور آپ ﷺ کی امت سے دور لفظ و معنی اور وارث اور ان کی مانند الفاظ سے کی جاتی ہے

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ ﷺ نے ان میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا

تو یہ ایک نے کہا نہیں ہم یہاں نہیں کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ ان میں سے کسی ایک (یہ سوال کرتے ہوئے) گزر گئے پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو دیکھنا اور آخرت میں ساتھ دوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں تو میرا دوست اور ساتھی ہے۔ اور اس حدیث کی تفصیل امام نسائی کی روایت سے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گزر چکی ہے۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں حضرت علیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَالَ اَوْ لَيْلِ الْقَلْبِ عَلٰى اَعْقَابِكَ  
یعنی سو اگر آپ ﷺ کا اعلان ہو جائے  
یا آپ ﷺ شہید ہی ہو جائیں تو کہیں تم  
لوگ اُلے پھر جاؤ گے۔ (۳۱۳۳)

اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی وہ اللہ ہم اُلے نہیں پھریں گے۔  
واللہ اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو جس چیز پر آپ ﷺ نے قتال کیا وہ گا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں بھی وفات پا جاؤں  
واللہ میں آپ ﷺ کا بیٹا ہوں اور آپ ﷺ کا ولی اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ہوں اور آپ ﷺ کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ حاکم نے ابن اسحاقؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت فہم ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تمہیں چھوڑ کر حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وارث کیونکر ہو گئے؟ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے مل گئے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے

آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد سے زیادہ کی طرف مائل) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھاتے والوں) کا فساد اسے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت و حمایت قوی کی بنا پر اغلاط نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ استحقاق خلافت میں اخوت کی یہی شرط ہے۔ واللہ اعلم

۶۔ زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبتی رکھنا اور شہوات نفس کو حقیر سمجھنا اور اُن کے پیچھے نہ پڑنا۔ ابو عمرؒ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے ہم ان کے ایک شخص ضرارؓ سے کہا کہ اے ضرار ہم سے حضرت علیؓ کی صفات بیان کرو۔ ضرار نے کہا کہ امیر المؤمنینؓ آپ مجھے معاف ہی رکھیے۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔

ضرار نے کہا کہ اب اگر ان کا وصف بیان کیے بغیر چارہ نہیں تو سنئے آپؓ اس قدر صفات والے تھے کہ جن کی انتہا تک رسائی دشوار ہے، آپ سخت قوتوں والے تھے۔ فیصلہ کن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، اُن کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے سب طرف حکمت جھلکتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ بیزار رہتے تھے رات اور اُن کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور اللہ کے ڈر سے بہت آنسو بہانے والے تھے، تشریفات و عظمت حق میں مستغرق رہتے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوڑا ہو اور ایسا کھانا جو مونہ چھوڑا ہو، اور ہم

میں عام ساتھیوں کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے۔ جب ہم یہ چاہتے کہ انکار کریں تو ہمارا انکار کرتے۔

اور نہ ہی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھنے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے ان کے رعب کی وجہ سے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں۔ چند اراکوں کی تعلیم کرتے تھے اور غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقت و راجہ تاج پر ہو تا وہ ان سے محبت کی طبع نہ کر سکتا تھا اور ان کے انصاف سے کمزور ہایں نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دج ہوں کہ میں نے ان کو ان کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے اس حالت میں خود دیکھا ہے کہ ایسی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح چلے دتاب کھاتے تھے جس طرح سانپ کا ڈسالیچ دتاب کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح غم زدہ روتا ہے اور کہتے کہ اے دنیا جاکسی اور کدھو کا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں جس میں رجوع کی گنجائش نہیں ہے (حیران حال تو یہ ہے کہ) تیری عمر تھوڑی ہے اور حیر امر جہ حقیر، انہوں نے اور راہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راست وحشت بھرا ہے۔ یہ سن کر امیر معاویہؓ رو پڑے اور انہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے اور انہیں پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ پھر مجھ سے بولے کہ اے خدا پرستہ کون (کے فراق کا کس درد غم ہو گا؟ میں نے کہا اس عورت کے غم کے برابر جس کے انگوٹے بچے کو اس کی گود میں ڈنک کر دیا جائے۔

ابو عمر نے عبد اللہ بن ابی البریل سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ گھر سے باہر آئے اور ان کے بدن پر ایک رے کے بنے ہوئے مونے پکڑے کی قمیص تھی جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اسے کھینچا جائے تو تاغین تک پہنچ جائے اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے بازو تک پہنچ جائے۔

۷۔ حضرت علیؓ کی پرہیز گاری اور بیت المال کے بارے میں ان کی احتیاط پسندی:

ان میں سے ایک اور آپؓ کی پرہیز گاری اور مشتبہ چیزوں سے بچنا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہؓ نے ام کلثومؓ سے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: کبھی کہہ کہ واللہ میں نے امیر المؤمنینؓ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس لیون لائے گئے اور حضرت حسینؓ سے حضرت حسینؓ نے جا کر اس میں سے ایک لیون اٹھا لیا تو انہوں نے اس کے ہاتھ سے اٹت چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کر دیا۔

اور ابو عمر نے روایت کی ہے: کہ تقسیم سوال کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کریم اللہ وجہ حضرت ابو بکرؓ کے طریقے پر چلتے تھے اور جب ان کے پاس کہیں سے مال آتا تو اس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے اور سب تقسیم کر دیتے اور بیت المال میں اس میں سے کچھ باقی نہ رہتے دیتے۔ بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اس دن تھک گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے، اور مال نے میں سے اپنے لیے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے خالص اور مقرب کے

لے کوئی تھلمہ میں کرتے تھے، اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے، جو اسے ایسے لوگوں کے جو صاحب دیانت و امانت ہوتے، اور جب ان کو کسی کی طرف سے نیابت کی اطلاع پہنچی تو اس کو یہ کلمہ کہہ کر بھیجتے

قَدْ جَاءْتُكُمْ مُؤَيَّدًا بِبَيْتِ رَبِّكُمْ  
اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب  
کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔ (۱۰:۵۷)

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُوا إِلَى الْوَيْلِ وَالْخِزْيَانِ وَالْأَلْبَانِ وَلَا  
تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا  
الْأَرْضَ مُطِيعِينَ بَلِّغُوا إِلَهُكُمْ لَكُمْ  
إِنْ كُنْتُمْ مُؤَيَّدِينَ لَكُمْ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ  
بِعَظِيمٍ (۸۶:۸۵:۱۱)

وہ لوگ جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ  
تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے  
) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین  
آئے (تو مان لو) اور میں تم پر پہرہ والا  
نہیں۔

جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے  
حساب کا مال ہے اس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اس شخص کو بھیج  
دیں جو تم سے اس کو وصول کرے، پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ

بے شک آپ جانتے ہیں کہ میں نے ان کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم  
کریں اور نہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کریں۔

ابو عمرؑ نے مجمع التبیان سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے جو کچھ بیت المال  
میں رکھا تھا اس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھڑ دوئی گئی پھر یہ امید کرتے  
ہوئے کہ وہ ان کے لئے قیامت کے دن گواہی دیجئے اس میں نماز پڑھی۔ اور ابو عمرؑ  
نے حاکم بن کلاب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ  
حضرت علیؑ کے پاس اصحابان سے مال آیا تو اس کو سات حصوں (۱/۷) پر تقسیم کیا اور  
اس میں ایک روٹی ملی تو اس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا، اور مال کے ہر جزو پر  
ایک ایک ٹکڑا کر دیا۔ پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ ان میں سے کون سا پہلے  
کو دیا جائے۔

ایسی طرح ابو عمرؑ نے معاذ بن العلاءؓ سے جو ابو عمر و بن العلاءؓ کے بھائی  
تھے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ  
میں نے حضرت علیؑ بن ابی طالب سے متاخر فرماتے تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں  
سے میرے حصہ میں اس بول کے ساتھ نہیں آیا، اس کو بدینہ میرے پاس دینا  
کاشیکار نے بھیجا تھا۔ پھر بیت المال کے اندر گئے اور اس میں جو کچھ بھی تھا اسے تقسیم  
کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹکڑی نہ ہو، اور وہ  
روزانہ ایک مرتبہ اُسی میں سے کھالیا کرے۔



ابو عمرؓ نے ابو حنیفہؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منہ پر دیکھا، آپؓ یہ فرما رہے تھے کہ میری یہ تلووار مجھ سے کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس ایک گلی کی قیمت موجود ہوتی تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا۔ تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ گلی کی قیمت میں پیش کر دوں گا۔

۸۔ جنگی پر صبر کرنا:

ان میں سے ایک جنگی کے ساتھ گزر اوقات پر مہر کرنا، اور اس کو اپنے نفس پر گوارا کرنا ہے۔ ابو بکرؓ نے ابو بکرؓ سے روایت کی کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہؓ بنت اسد سے کہا کہ آپ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی مدد کیجئے اور ان کے لئے باہر کی خدمت مٹانا پانی بھرنے اور ضرورت کی چیزیں لانکر دینے میں اس کا ہاتھ بٹائیے اور وہ آپ کے سب کام گھر کے اندر کے کر دیا کریں گی مثلاً آنا گودھ، حارونی پکانا اور آٹا پیسنہ۔ ابو بکرؓ نے اس روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ دب (حضرت فاطمہؓ) میرے مکان میں آئیں اس وقت ہمارے پاس مینڈھے کی ایک کمال کے سوا کچھ نہ تھا۔

ابو بکرؓ نے ضرورت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے لئے گھر کے اندر کے کاموں کا اور حضرت علیؓ کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا فیصلہ کیا۔

احمد بن حنبلؓ نے عطاء بن السائب سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں سمجھور کی پھال بھری ہوئی تھی، دو بچی کے پانت مشکیزہ اور دو گھوڑے دیئے۔ ایک دن حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ والدہ میں نے اتنا پانی بھرا کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں، تو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ایک خادم یا گھوڑا حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ والدہ میں نے اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آٹے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی کس ضرورت سے آئی ہو، انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو سلام کرنے کے لئے آئی ہوں وہ اس سے شرمائیں کہ آپ ﷺ سے اس میں اور وہیں چلی گئیں تو حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا کر کے آئی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے نا اگنی کی کہ میں آپ ﷺ سے سوال کروں۔ پھر وہ دونوں اکٹھے ہو کر خدمت نبوی ﷺ میں آئے۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آٹے پڑ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت مکان کو دیکھنا تو ہمیں کوئی خادم دے دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ والدہ میں تمہیں نہیں دوں گا اور (تمہیں دے کر کیسے) اہل غنہ کو اس حال پر چھوڑ دوں کہ ان کے پیٹ سورا

رہے تھے اور ان پر خرچ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں اس کو خریدا ہوں اور ان پر ان کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے پاس خود نبی اکرم ﷺ پہنچے اور اس وقت وہ دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہو گئے تھے (دو چادریں اتنی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھانچتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانچتے تو سر کھل جاتے تھے۔ تو دونوں اٹھ بیٹھے، آپ ﷺ فرمایا کہ اپنی ہاتھی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم کو اس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے ابھی تک جس کا سوال کرنے مجھ سے کیا ہے۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا چند خمرات ہیں جو مجھ سے حضرت جبرئیل نے سکھائے ہیں۔ فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس مرتبہ اور الحمد للہ دس مرتبہ اور اللہ اکبر دس مرتبہ پڑھو۔ پھر جب اپنے بستر پر بیٹھے لگو تو سبحان اللہ تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر پندرہتیس مرتبہ پڑھو۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے سکھائے ہیں، میں نے ان کو نہیں چھوڑا۔ ان لوگو! نے پوچھا کہ کیا صفین والی رات میں بھی (ان کو ترک نہیں کیا)؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا مجھے عطا کرے اسے اہل عراق انہیں صفین کی رات میں بھی نہیں چھوڑا۔ [جبکہ مفسرین نے صحیحہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر لڑائی مکی اور اس میں ایک رات ایسی بھی گزری کہ وہ رات بھر دو لڑائی ہوتی رہی اور سونے کی نوبت ہی نہ آئی۔ تو ان لوگو! نے اسی رات کے محقق پوچھا تو پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ باوجود اس بات کے کہ

اس رات سونے کی نوبت نہیں آئی میں نے رشتہ نبوی ﷺ پر عمل کرنا اس رات بھی ترک نہیں کیا]

امام بن حنبل نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی تو میں کسی کام کی تلاش میں عوامی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ ان کو پانی سے بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اس سے معاملہ اجرت لے لیا کہ وہ ہر ڈول کے بدلے میں مجھے ایک کھجور دے گی۔ تو میں نے سولہ ڈول نکالے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ پھر میں پانی لایا تو اس سے تکلیف اٹھائی اس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس عورت کے ساتھ کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر اور پانی لانے پر امرارت کرے) تو اس نے سولہ کھجوریں مجھ کو بھیج دیں۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو پورا حال سنایا۔ تو آپ ﷺ نے بھی میرے ہر دو کھجوریں تناول فرمائیں۔ امام بن حنبل نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے: کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی حالت بھی طراپار ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہر دو کھجوریں میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر بھر باہر نہ رکھا تھا۔ اور آج (حیری تو گمری کا یہ حال ہے کہ) میرے ہال کی زکوٰۃ چالیس ہزار (دینار) ملتی ہے۔

۹۔ نبی اکرم ﷺ سے منے ہوئے علوم کو یاد رکھنا:

اس میں سے ایک یہ ہے کہ جناب رسالت نبوی ﷺ سے منے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور ان کی ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور حضرت عمرؓ اس بات سے اللہ کی مدد پاتے تھے کہ کسی ایسے اچھے ہوئے مسئلہ میں انہیں منے حضرت علیؓ (ابو الحسن) نے سمجھا نہیں۔

شیخ المشوٰش، حضرت شیخ شہاب الدین سروری نے عوارف المعارف میں یہ روایت نقل کی ہے عبد اللہ بن الحسن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی

وَتُحِيطُوا بِأَرْبَعٍ وَاخْبِيئُوا (۲۹:۱۲)

یعنی اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ میرے کان ایسے بنادے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اس کی بعد میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھول، حالانکہ اس سے پہلے مجھے نسیان ہوا کرتا تھا۔

احمد بن حنبل نے ابوالفضلؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے کیا ہے کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے کہا کہ اس مال کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو ہمارے پاس جمع ہوا ہے تو لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین ہم نے آپ کو غافل کر دیا آپ کے اہل و عیال سے اور جانید اور

تجارت سے لہذا جو مال جمع جائے دو آپ کا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحیح ہے تو میں نے کہا کہ آپ اپنے عقین کو غفل کیوں بنادے ہیں تو کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا اس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔ تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا آپ کو یاد ہے جب کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے سالی (مختل صدقات) دینا کر بھیجا تھا پھر آپ حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور آپ دونوں میں کچھ اُن بن تھی۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ ﷺ کو منقبض پایا تو ہم واپس آگئے۔ پھر اگلے دن آپ ﷺ کے پاس دوبارہ گئے تو جب ﷺ کو شاداں و فرماں پایا تو آپ نے آنحضرت ﷺ سے اس فعل کا ذکر کیا جو حضرت عباسؓ نے کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اُس کے باپ کی شان و تہ ہے اور ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا۔ اور اس انسان کا بھی تو دوسرے دن دیکھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو مال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں سے دو دینار بچے ہوئے تھے تو چونکہ انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اُس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں اُن دونوں دیناروں کو صرف لڑکا ہوا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انسان کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ واللہ آپ نے غفل نہ کر دیا اور آخرت میں آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

ابو عمرؓ نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے اپنی محافل سے اللہ کی پناہ مانگ کر کہتے تھے۔ جس کا صلہ ابو الحسنؓ (حضرت علیؓ) نہ کر سکیں۔ ابو عمرؓ نے ان کے حضرت عثمانؓ سے بارے میں جس سے رجم کا حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس عورت کے بارے میں جس کا چہرہ باد میں وضع حمل ہو گیا شکوک تھی۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کے جسم کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ ذَلَّ فَلْيَکُفَّ عَنْهُ** (۱۵۴۴) (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی لذت تمہیں مہینے ہیں) اور یہ کہ اللہ نے جہنم کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ اللہ ریٹ اس پر حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

ابو عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں کہ ہم آجیں میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ واولی کا سب سے بڑا قاضی حضرت علیؓ بن ابی طالب ہے۔

ابو عمرؓ نے حضرت ابو ظہیرؓ سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھئے۔ واللہ قرآن کریم کوئی آیت ایسی نہیں مگر میں اس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ ابو عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے: کہ اللہ کی قسم یقیناً

حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کو دس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اس (بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔

۱۔ ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی:

ان میں سے ایک ذہن کی تیزی اور اس کا سرعت کے ساتھ حکم کے نافذ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ اور یہ طبی خاصیت ان کے عادات فیصلوں میں نظر آتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے بہت سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علیؓ ہے۔ اور سب سے بڑا قاری ابنی ہے۔ اور اس بات میں حضرت علیؓ مرقی سے بہت سی عجیب باتیں نقل کئی ہیں۔

ابو عمرؓ نے عاصمؓ سے انہوں نے زہر بن حبیش سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں: ”ہو! نبی اکرم ﷺ نے کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ روئیاں اور دوسرے کے پاس تین روئیاں تھیں۔ جب انہوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو ان کے پاس سے ایک شخص کا گناہ ہوا اس نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا ہمارے ساتھ کھانے میں غریب ہو جائے وہ بیٹھ گیا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ اور ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ فحش اٹھا اور اس نے دونوں کو آٹھ درہم دے دیے اور کہا کہ تم دونوں اس کھانے کے عوض میں جو میں نے کھایا اور جو تمہارے کھانے میں حصہ دار ہوا ہے لے لو۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور تین روٹیوں والے نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ درہم ہمارے درمیان

آدھے آدھے تقسیم ہو گئے۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کے پاس لائے اور دونوں نے اپنا اپنا موقف آپ سے بیان کیا تو آپ نے تعین رویوں والے بتے کہا کہ تیرے سامنے تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ درست ہے۔ حالانکہ اُس لی روایں تیری روایتوں سے زیادہ تھیں تو تین پر راضی ہو جا مگر اُس نے کہا کہ واللہ میں کسی واضح دلیل کے بغیر راضی نہیں ہوں گا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا ایک درہم کے سوا کوئی حق نہیں۔ اُس شخص نے کہا سبحان اللہ اسے امیر المومنینؑ! وہ میرے سامنے تین درہم پیش کر رہا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپؑ نے بھی اُن کے لیے مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا حق صرف ایک درہم ہے۔ تو اُس سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے بطور صلح کے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے لے مگر تو نے کہا کہ میں واضح دلیل کے بغیر راضی نہ ہوں گا اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق صرف ایک درہم ہے تو اُس شخص نے آپؑ سے کہا کہ مجھے یہ صورت واضح دلیل کے ساتھ سمجھائیے جس کو میں قبول کر لوں تو حضرت علیؑ نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹمٹ نہیں ہوتے۔ تم نے اُن ہی کو کھایا اور تم تین آدے تھے اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم لہذا تم یہ سمجھو کہ تم سب نے برابر کھایا۔ اُس نے کہا بیشک حضرت علیؑ نے کہا اور تو نے اُن میں سے خود آٹھ تھیں کھائیں کھائیں اور تیری کلی نو تھائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ تھائیاں کھائیں کھائیں اور اُس کی پندرہ تھائیاں تھیں، اُس نے اُن

میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو اُس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اُس نے کھائی تو تیرے حملہ میں اُس تیری ایک تھائی کے مقابلہ میں ایک درہم آیا اور اس کے سات ہوئے۔ تو اُس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔ اور الریاض میں محمد بن زبیر سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اُس کی ہنسیاں شکر مگنی تھیں۔ میں نے کہا اسے شیخ آپؑ نے (اکابر میں سے) کس کو پایا ہے؟ اُس نے کہا کہ حضرت عمرؓ کو میں نے کہا کہ آپؑ نے کونسا جہاد کیا؟ گیارہ سوک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی بات بیان کیجئے جس کو آپؑ نے حضرت عمرؓ سے سنا ہو۔ کہا کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں خُثر مرغ کے انڈے ہاتھ آ گئے (یعنی اُن کو کھایا) اور ہم احرام باندھ چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا تو وہ پلٹ پڑے اور کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی اذواق کے جبروں تک پہنچ گئے اور اُن میں سے ایک حجرے پر دستک دیا۔ تو اُن کو ایک عورت نے اندر سے جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا یہاں ابو الحسن (حضرت علیؑ) ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں پھر حضرت عمرؓ سایہ دار جگہ میں چلے گئے اور پھر وہاں دوئے دار ہم سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، یہیں تک کہ حضرت علیؑ تک پہنچ گئے اور وہاں ہاتھ سے منی کو ہوا کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہر جا امیر المومنینؑ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے خُثر مرغ کے انڈے اٹھا کر کھائے جب کہ یہ احرام کی حالت میں تھے

انہوں نے کہا کہ آپؐ نے مجھے کیوں نہ پایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپؐ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہئے تھا۔ حضرت علیؑ نے سستے کا مل جاتے ہوئے کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو چراہی حالت نہ ہوتی ہوں اور وہ اونٹوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ یہ حضرات لے لیں اور وہ جوان اونٹوں سے حاملہ کرائی جائیں جب ان سے بیچے پیدا ہوں تو ان کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اونٹوں میں اسقاط بھی تو ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ انڈے بھی تو نکلتے ہو جاتے ہیں تو جب حضرت عمرؓ واپس ہوئے تو کہنے لگے ہاں یا اللہ مجھ پر کوئی مشکل بھی نہ پڑے کہ جب ابوالحسنؑ (حضرت علیؑ) میرے پاس نہ ہوں۔

حسن معتر سے مروی ہے: کہ ایک قریشی عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دنار اس کے سپرد کیے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس کو تم میں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک کہ دوسرا ساتھی اس کے ساتھ نہ ہو۔ اب وہ دونوں ایک سال تک غائب رہے۔ پھر ان میں سے ایک شخص اس عورت کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے دو دنار مجھے دید و تو اس خاتون نے انکار کر دیا۔ تو وہ اس کے پاس اس کے شوہر و فقیر کو لے کر پہنچا۔ اور اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی، یہاں تک کہ اس نے وہ دنار اس کو دیدے۔ پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے دنار ادا کر دیجئے۔ عورت نے کہا کہ میرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اس نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اس کو وہ دنار دیدے۔ اس مقدمہ کو وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے

عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا ارادہ کیا کیا۔ روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس عورت سے کہا کہ میری رائے میں تجھ پر طمان ہے۔ اس نے کہا کہ میں آپؐ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپؐ تمہارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو حضرت علیؑ بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپؐ نے دونوں کو حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔ آپؐ نے حال عن کر سمجھ لیا کہ دونوں نے اس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپؐ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے کہا تمہارا مال تمہارے پاس ہے۔ تو تو اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپؐ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گھر سے نکلے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو اس لئے کوہدا کیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اول ایک شخص نکلا اور دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ کرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی اگلے کرتے۔ پھر ان کو شیر نے بھج کر دیا اور ان زخموں سے سب مر گئے پھر ان کے وارث آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اس پر راضی ہو گے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں تم میں سے کسی ایک دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان قبائل سے جنہوں نے یہ گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دیت

اور ایک تہائی دیت اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے گرنے والے دین چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے اوپر والے (تین) لاکھوں کو ہلاک کیا اس کے بعد گرنے والے کی دیت ایک تہائی ہوگی، اس لئے کہ اس نے بعد والے دونوں افراد کو ہلاک کیا اور تیسرے شخص کی دیت نصف ہوگی کیونکہ اس نے اگلے چوتھے شخص کو ہلاک کیا اور سب سے آخر میں گرنے والے شخص کی دیت پوری ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے بچ کر مینا بھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے مقام ابراہیم سے نزدیک ملے اور سب قسمہ آپ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور تمہنوں کے گرد چارو لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ [اس زمانے میں فیصلہ کرنے والی حکمت مقدمہ کے دوران ہمارے گزار کر تمہنوں کے گرد لپیٹ لیتے تھے] پھر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

اور حادثہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا اے امیر المومنین اس نے مجھ سے اپنا عیب چھپایا اور یہ مجھ سے تو حضرت علیؓ نے اس پر بیچنے سے اوپر تک نظر ڈالی اور اس کو درست قرار دیا۔ اور عورت خوبصورت تھی تو آپؓ نے اس سے فرمایا کہ تیرے بارے میں یہ کیا کہتا ہے عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم امیر المومنین مجھے کوئی دنوں نہیں ہے لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آیا تو مجھ پر بیوقوفی طاری ہو گئی۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھے

پر افسوس ہے اس کو لے جا اور اس کے ساتھ ایک برتاؤ کر۔ تو ایسی عورت کا اہل نہیں ہے

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے: کہ یمن میں حضرت علیؓ کے پاس تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، جس کے بعد اس نے ایک لڑکا جنم دیا۔ یہ سب اس کے دعویدار تھے۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش محسوس کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپڑے گا اس پر وہ تہائی قیمت بخورے گا، ان ڈالوں گا اور بچے اس کے سپرد کر دوں گا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال میں اور کوئی صورت نہیں آتی سوائے اس کے جو علیؓ نے بیان کی ہے۔

حمید بن عبد اللہ بن زیاد مدنی سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا گیا جس کا فیصلہ حضرت علیؓ نے کیا تو نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بنفسیہ شمس بن سحر بنی کریم ﷺ کی برکات کی شعاہوں کا جلوہ گاہ بنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اس کو بھی نفع پہنچائے جس کو تم ان کی تعلیم دو گے اور جو کچھ تم سیکھو اس کو تمہارے سینہ میں قائم کر دو گے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم ایک تہائی رات پر (جب باقی رہے) اُٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس میں ملائکہ زمین پر اترتے ہیں) اور اگر نہ ہو سکے تو اقل شب میں ہی کھڑے ہو جاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمد) اور سورہ ہنسی پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور خذ الذلعلان پڑھو، اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور اللہ تعالیٰ السجدۃ اور پڑھو قسمی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تبارک جو منسل میں ہے پڑھو۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء اصناف کے ساتھ کرو اور مجھ پر دو پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضور قلب کے ساتھ) اور تمام انبیاء پر دو پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے اور اپنے اُن پیغمبروں کے لئے جو ایمان لائے ہیں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اس کے آخر میں کہو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَجِیْزٌ یَّزُوکُ الْفَاضِلِیْنَ اَنْدَا فَا  
اَلْبَقِیَّتِیْ وَ اِنْ عَجِیْتُ اَنْ اَتَّکَلَّفَ مَالًا یَّغْنِیْ  
وَاِنْ زَفَقْنِیْ حُسْنَ التَّكْلِیْمِ فِیْہَا لَوْ جِیْنِکَ  
عَفِیْ اَللّٰهُمَّ تَدْلِیْعُ السُّعُوَابِ وَالْاَحْزَابِ  
اے اللہ مجھ پر رحمت فرما جس سے ہمیشہ  
معاشی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے  
زندہ رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت فرما  
کہ جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے تکلیف

حق میں آپ ﷺ کے کھلے ہوئے مغزات نے بہت مرتبہ غمخوار کیا ہے اور فیش الہی نے جوت بہت کو آپ کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے عقائد کا بہت ساحلہ قوت سے فضل میں آگیا۔

جب کہ آپ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجئے۔ ہے میں جو بڑی مردالے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (تجربہ کار) ہوں میں فیصلوں کا طریقہ نہیں جانتا، حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ یہ لشکر آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ تجھے سید مہی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط بنائے گا۔ اللہ بیش روایت کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کسی بھی حد الٰہی فیصلے میں مشکل نہیں ہوئی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کسی بھی حد الٰہی فیصلے میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں اس کے بعد پھر ہمیشہ قاضی رہا۔

۱۱۔ حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دُعا کی تلقین:

حفظ قرآن عظیم کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک خاص) نماز نفل تعلیم فرمائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اسی دوران میں حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ سے باہر نکل جاتا ہے میں بھول جاتا ہوں۔ میں اپنے ماں اس پر قادر ہونے کی قوت نہیں پاتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ





حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ حضرت علیؓ کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ اسے پانچ بیانات بعد کے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا یہ رسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا ان کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب ان کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ میرے ذہن سے نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا ان کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں ان کو پڑھتا ہوں تو گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سُننے تھا تو جب میں اس کو پڑھتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور آج میں بہت سی احادیث کو سُننا ہوں تو جب ان کو بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ رب کعب کی قسم ابوالحسن (حضرت علیؓ) کو کامل قہین ہو گیا ہے (تاثیر عمل کا)۔

اور حنفیہ سُننے کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کا بنادے۔ اور آتش چشم کی شفا کے لئے آپ ﷺ نے دعا کی، حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دین لگا یا میری آنکھیں کبھی دوبارہ نہیں ڈھکی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اسی طرح ان کے حق میں آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دور کر دیجئے، اس دعا کے بعد حضرت علیؓ سردی کے موسم میں گرمی کا اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی۔

اور ایک مرتبہ حضرت علیؓ یاد تھے ان کی شفا کے لئے آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت فاطمہ الزہراءؓ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا علاج کیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ حضرت انسؓ کا قول ہے "اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت پاکیزہ نفوس پیدا کئے۔"

## ۱۲۔ آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا:

اور جب حضرت علیؓ مرتضیٰ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو آپ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ (بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔ اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث ہمارے شیخ ابو طاهر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے پڑھی تھی اور میں ان کے مکان پر جو ظاہر مدینہ مشرقہ میں واقع ہے ۱۱۳۳ھ میں عن رباقہار کہا کہ مجھ کو میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی شہر مدنی نے خبر دی، کہا کہ ہم کو ہمارے شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے خبر دی، وہ روایت کرتے ہیں شمس اربلی سے وہ شیخ زید الدین زکریا سے وہ ابو العزالدین عبد الرحیم بن محمد القزازی سے وہ ابو اسحاق محمود بن غلیظہ النسبی سے وہ حافظ شرف الدین عبد المومن خلف المدنی سے وہ ابو الحسن علی بن اسحق بن المصیر اجدادی سے وہ حافظ ابو الفضل محمد بن یونس واسطانی اصفہانی سے اپنے سامع کی خطیب ابو طاهر محمد بن احمد بن ابی القصر انباری سے ۴۷۳ھ میں واسطی فرات بن ابی البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن عقیف بن عبد اللہ القراء

کے سامنے مصر میں ۳۲۸ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے شاگرد ابو محمد الحسن بن رشیق انصاری سے، کہا کہ ہم سے روایت کی ابو بشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یونس نے روایت کی، کہا کہ ہم سے سید بن سعید نے روایت کی، ان سے مطلب بن زیاد نے، ان سے ابراہیم بن حبان نے، ان سے عبد اللہ بن الحسن نے، ان سے فاطمہ بنت اسماعیل نے اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کی: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ ﷺ کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ جب آپ ﷺ کو اتفاق ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ اے علیؓ کیا تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علیؓ آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام میں رہا ہوا تھا تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دیکھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔

دوسری سند: اس حدیث کی قرات کی مئی ہمارے شیخ ابو طاہر کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کیا اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد بن حمزہ الرضی سے۔ ان کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا سے، ان کو ابن المغیرات سے، ان کو عمر بن الحسن مراغی سے ان کو عمر ابن المغیرات سے ان کو ابو جعفر صادقؑ سے انہوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ جو زوائیہ سے روایت کی، انہوں نے ابو بکر محمد بن عبد اللہ البہبہانی سے، انہوں نے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے طبرانی

کثیر میں انہوں نے کہا ہم سے روایت کی جعفر بن احمد بن سنان ابو اسحق نے، کہا ہم سے روایت کی علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کی محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے روایت کی فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماعیل بنت عیسیٰ سے، انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی آتی تھی تو آپ ﷺ بے ہوشی کے قریب ہوجاتے تھے۔ تو آپ ﷺ کے اوپر ایک دن وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کا سر علیؓ کی گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھایا اور ان سے کہا کہ اے علیؓ کیا تو نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماعیل نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہو چکا ہے جب کہ وہ لوٹا گیا اور حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔

حافظ ابوالحسن سیوطی اپنی کتاب "كشف اللبس فی حدیث" ردالمحتس "میں کہتے ہیں کہ حدیث ابوالحسن بن حمزہ بن ہمدانی نے شیخ ابوالحسن کو امام ابو جعفر طحاوی، وغیرہ نے صحیح کتاب اللہ سے ابو حنیفہ بن ابراہیم بن زید نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور ان کے شاگرد حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یوسف و مشقی صامی نے اپنی کتاب "مزيل اللبس عن حدیث" ردالمحتس "میں کہا ہے جانتا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرع میں نقل کی ہے اور حدیث میں اسماعیل بنت عیسیٰ سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں

شہادت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ان کو قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن ابی شیبہ نے "بشری الخبیت" میں اور حافظ علامہ الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الترغیب والترہیب" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے اسی طرح ابو الفتح ازہدی نے روایت کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ ابو زمرہ بن العرائی۔ اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "کنز الدقائق" میں اس حدیث "الشمس" میں اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ احمد بن صالح نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، ایسے شخص کے لئے جو اہل علم کی راہ پر چلتا ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت اسماعیلی حدیث سے اختلاف کرے کیونکہ وہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ایک ہے۔

اور کئی حفاظ حدیث نے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دینے پر اعتراضات کیے ہیں۔ میں (شاہ ولی اللہ) کہتے ہوں کہ اس روایت کو امام علیؓ کی کتاب منکح الآثار میں دو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے، ان میں سے ایک روایت فضیل بن مرزوق کی ہے اور اخیر ابن الحسن سے اور وہ ظہر بنت الحسین سے روایت کرتے ہیں جس طرح ہم وہی کی ہم معنی روایت لکھ چکے ہیں دوسری وہ ہے بنت ہم سے علی بن عبد الرحمن ابن محمد بن المغیر نے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے احمد بن صالح نے روایت کی، ابن ابی ندیم نے کہا کہ ہم سے روایت کی، موسیٰ بن عمران بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت جحش سے روایت کی، کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز صیبا کے مقام پر پڑھی

(صیبا جو خیر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے) پھر حضرت علیؓ کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ لوٹ کر آئے تو نبی ﷺ عسکر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں اسے حضرت علیؓ کی گود میں رکھ لیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان کو حرکت نہ دی حتیٰ کہ دھوپ غائب ہو گئی تو نبی ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ آپ کے بندے علیؓ نے اپنے نفس کو آپ کے نبی پر روکے رکھا تو اس کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیکئے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا کہ پھر دھوپ نکل آئی یہاں تک کہ پیازوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج غائب ہو گیا اور یہ واقعہ مقام صیبا میں پیش آیا۔

امام طحاوی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ مدنی فطری کے نام سے مشہور ہیں روایت کرنے میں مقبول ہیں اور عون بن محمد سے مراد عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہیں اور کئی کئی اصحاب دہم جعفر بن محمد بن جسر بن ابی طالب ہیں پھر امام طحاوی نے موازنہ کیا اس حدیث کا اس حدیث سے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے چند طرق سے مروی ہے کہ سوائے حضرت جعفر بن شیع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور اس کا جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ پانچ کے ساتھ مخصوص ہو سورج کو ڈوبنے سے روک دیا گیا ہو جبکہ اس روایت میں ڈوبنے کے بعد اس کا دوبارہ پانا آیا ہے اس کا پھر رد کیا ایک حدیث سے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اس کے معنی حضرت جعفر بن شیع کے اوپر۔ حاصل کام طحاوی ختم ہوا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا علم و ادب کے بارے میں حکمت منقولہ ہے۔

اور حضرت علیؓ کی خدمت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء بھلا کیسے ممکن ہے، جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ہو کہ میں علم کا شہر بنوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔“ (یہ روایت امام ابوحنیفہ یعنی القزنی نے الاماثل بن موسیٰ سے انہوں نے محمد بن حمر بن ابروی سے۔ انہوں نے سلم بن اکیل سے۔ انہوں نے سوید بن نضلة سے انہوں نے ابی ہاشم سے انہوں نے حضرت علیؓ سے اور حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے۔ القزنی ۵/۱۵۷، کتاب المناقب۔ باب ۳۱-۳۲) لیکن کچھ قہور اس جملہ زیرِ قلم لاتے ہیں۔

ابو بکر نے ادا حق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ چند کلمات ایسے ہیں اگر ان کا حاشا کرنے کے لئے تم اپنی سواریوں پر سفر کرو تو انکے معرغہ خواہیے مگر تمہیں ان کے جیسے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔

۱۔ بندے کو اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ باندھنی چاہئے اور اور اپنے گناہ کے سوا کسی شے سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

۲۔ جو شخص نہیں جانتا وہ کیکنے سے حیاء نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اللہ اعظم (اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے) کہنے سے شرم نہ کرے۔

۳۔ اور جان لو کہ مہر کا مرتبہ ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں تو جب سر جانے لگا تو جسم بھی چارہ ہے گا اسی طرح جب مہر جانے لگا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔

۴۔ حضرت زید بن امارت سے مروی ہے وہ بنو عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طول اہل (امید کا طوطا) اور نفسی خواہش کے اہتمام کا۔ فرمایا کہ طول اہل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلاشبہ خود ہوش نفس کا اہتمام حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کافیہ حال ہے کہ وہ) پیٹھے پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی اور دے تو تم کو چاہئے کہ آخرت کی اولاد بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہو گا عمل نہیں ہو گا۔

۵۔ حضرت حسن سے مروی ہے، کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس بندے کے لئے نعمتی جاتی ہے جو تمام ہوائیوں کو بچھنا اور لوگوں نے اسے نہ پہچانا اور اللہ نے اس کو بچھنا کہ اس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور میرا اندھا ہے ان کی ہدایت۔ اور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، وہ راز کو فاش کرتے، اسلئے کہ کچھ نہیں ہوتے۔ اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری کرنے والے ہوتے ہیں۔

۶۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے ابی طالب جب کوئی جنگی مہم بھیجتے اور اس پر کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت

کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے دارنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ تجھے اُن سے کلمہ در پلٹنا ہو گا۔ اور اُس کے علاوہ اور کوئی تیرا متفق نہ ہو گا۔ وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھے مالِ ازم ہے کہ ایسی چیز کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کر دے کیونکہ اُس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا۔

۷۔ حضرت زید بن وہب سے مروی ہے: کہ جو نے حضرت علیؑ پر اُن کے لباس کے بارے میں کلمہ چینی کی، تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ شخص جہنمی ہوتا ہے اس حال میں کہ اُس کے دل میں خشوع اور عاجزی ہے (لباس سے اللہ کی عینیں ہٹا چکا۔ دل کی عاجزی سے جتنا ہے)۔

۸۔ حضرت عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ غنہ کو طیب کرو اور ہنسنا کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں بکڑتے۔

۹۔ حارثؓ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اُس کی مثال تریح کی سی ہے، خوش بو دار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ تو ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا۔ اُس کی مثال اندرائن کی سی ہے بد بو دار اور بد مزہ۔

۱۰۔ محمد بن عمرو بن علیؑ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن کیا بات ہے کہ آپ قبرستان کے چہار ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں اُن کو صادق پڑوسی پاتا ہوں بُرائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔ ان تمام احادیث کو حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

حضرت علیؑ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں:

صواعق میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے جو ارشادات نقل کئے گئے ہیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ الناس نیام اذا ماتوا انتبهوا

لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب مرنے میں تو جاگتے ہیں۔

۲۔ الناس بزماءم تھب، یحذر باآباءہم

لوگ اپنے زمانہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔

۳۔ لو كشف الغطاء، ما زدت بقوتاً

اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہو گا۔

۴۔ ما هلك امرء عرف قدره

جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا وہ شخص ہلاک نہیں ہو گا۔

۱۳۔ لاشاء مع الکبر

ثناء و تحمیل کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔

۱۵۔ لاصحة مع النهم والنعم

(کھانے کی) بڑھی ہوئی حرص اور بد بھیسوں کے ہوتے ہوئے صحت کی کوئی حیثیت نہیں

۱۶۔ لاشوق مع سوء الأدب

شرافت پر تمیزی کے ساتھ متع نہیں ہوتی۔

۱۷۔ لاراحق مع الحسد

حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔

۱۸۔ لاسود مع الانتقام

انتقام کے جذبہ کے ساتھ سرداری منع نہیں ہو سکتی۔

۱۹۔ لاصواب مع لرب الشورى

مشورہ چھوڑ کر درنگی نہیں ہوتی۔

۲۰۔ لامرودة الکذب

بہت جھوٹ بولنے والے کی مرآت نہیں کی جاتی چاہئے۔

۲۱۔ ولا مکرر اعز من التلوای

کوئی بزرگی تقویٰ سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔

۲۲۔ لاشفیع الھج من التوبہ

۵۔ کیمۃ کل امری ما یجتنہ

آپ کی اپنی اچھی قیمت خود رکھتا ہے۔

۶۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

۷۔ المرء علی نحو تھت لسانہ

آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔

۸۔ من نذب لسانہ کفر اخوانہ

جس کی زبان شیریں ہوگی اس کے دوست بہت ہوں گے۔

۹۔ من الیز يستعبد الخز

نیکی سے آگ کو بھی غلام بنایا جاتا ہے۔

۱۰۔ بشر ما لب البخیل بھاوی او ابادی

بخشش کے مال کو کسی حادثہ کی یا کسی وارث کی بشارت دے دو۔

۱۱۔ لا تنظر الذی قال وانظر الی ما قال

یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔

۱۲۔ الجزع عند البلاد مہامہ الحنة

معیبیت کے وقت گھبرا جانا معیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر دیتا ہے۔

۱۳۔ لا ظفر مع البقی

بقاوت کے ساتھ فتح منہی، فتح مندی نہیں ہے۔

تو پست سے زیادہ نجات دہینے والا کوئی سفارشی نہیں۔

۲۳۔ لا یأسن ارجل من العافیہ

عافیت سے زیادہ نجات کوئی ناپس نہیں۔

۲۴۔ لا اراء عین من الجہل

بیکار کروینے والے جہل سے بڑھ کر کوئی مرض نہیں۔

۲۵۔ بحمد اللہ امر قد عرف قدرہ ولم یعد طوفانہ

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔

۲۶۔ اعادوا الاعتذار تذکر من الذنب

مذرت کو بار بار لو گناہ (تقصور) کو یاد دلاتا ہے۔

۲۷۔ النصیح بین الملاء تفریح

بھروسے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو سزا کرتا ہے۔

۲۸۔ نہ مہا باخل کرو ضیۃ علی مذہبہ

چاند کی نورت کوڑے پر پتیلواری جیسی ہے۔

۲۹۔ الجزع العیب من الصبر

گنہگار صبر سے زیادہ آتھیف دھو جاتی ہے۔

۳۰۔ اکبر الاعداء اغفاه مکبہ

سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا کمرہ سب سے زیادہ چھپاتا ہو۔

۳۱۔ الحکمة ضیاء النور

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

۳۲۔ البخل جامع لساوی العیوب

بخل تمام عیبوں والی برائیوں کا جامع ہے۔

۳۳۔ اذاحت المقادیر ضلت التدابیر

جب قدرت کے فیصلے واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔

۳۴۔ عبد الشہو قاریق من عبد الحق

شہوات کا غلام لوگوں کے غلام سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

۳۵۔ الحاسد محط علی من لا ذنب لہ

ناہر اس شخص سے غیبت اور جھن میں جھگڑتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۳۶۔ کلن بالذنب شقیق المعدن

کھجور کی سٹار کے لئے گناہ کافی ہے۔

۳۷۔ السعید من وعظ بقیۃ

نیک بخت وہ ہے جو دوسرے کے حالات سے عبرت حاصل کرے۔

۳۸۔ الاحسان یقطع اللسان

احسان (پرگمئی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔

۳۹۔ افقر الفقیر الجمع

سب سے بڑی محتاجی "محتاجت" ہے۔



۳۰۔ الطامع فی وفائی الذل

اور فی کبر میں بدست ہے۔

۳۱۔ نفس عجیب، ملک العجب برتیا

یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مر گیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچے۔

۳۲۔ اکثر مصارع العقول تحت بروق الاطعماع

عقلوں کی تباہی کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک سے نیچے ہوتے ہیں۔

۳۳۔ لانا وصلت الیکم النعم فلا تشفروا قصاها بقلة الشکر

جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت انہی دور ہے اس کو شکر میں کمی کر کے نہ بڑھاؤ۔

۳۴۔ اذا قدرت علی غریبک فاجعل العفو عند شکر القدرۃ علیہ

جب آپ اپنے دشمن پر قادر ہو جائے تو اس پر قادر ہو جانے کا شکر اس کو عاف کر دینے کی صورت میں ادا کر۔

۳۵۔ ما افسر احد شینا الا ظہری قلنا ذل لسانہ وعلی صفحات وجہہ

میں نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپی تھی، مگر وہ اس کی زبان سے اچانک نکلنے لگا۔ کلمات اور اس کے چہرے کے صفحات سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

۳۶۔ البعید یستعجل الفقر و یعیش فی الدنیا نیش الفقر اذ یلغا سب فی الآخرة

حساب الاغنیاء

بخیل آدمی بخلت کے ساتھ غلغلہ مچا دیتا ہے، وہ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں اس سے ایسا محاسبہ ہوگا جیسا انبیاء سے کیا جائے گا۔

۳۷۔ لسان العاقل وراذ قلبہ وقلب الاحمق وراذ لسانہ

عقل مند کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

۳۸۔ اعلیٰ یرفع الوضیع و الجہل یضع الرافع

مہم کم مرتبہ شخص کو اوپر اٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے کرا دیتا ہے۔

۳۹۔ العلم خیر من المال

علم مال سے بہتر ہے۔

۴۰۔ علم یحرسک وانت تحرس المال

علم تیری پیروی کرے گا تو مال کی پیروی نہ کرے گا۔

۴۱۔ العلم حاکم و المال محکوم

علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔

۴۲۔ قسم ظہری عالم منہک و جاحل منہک ذل ایضاً و یفسد الناس ینسکہ

وہذا یفصل الناس ینسکہ

میری کمر لگاتی ہے (یعنی مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور ایسے جاہل سے جو طریقِ نیک پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے دے گا

اور اپنے ناپاکِ عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (عربی) لوگوں کو اپنے طریقِ زندگی سے گمراہ کرے گا۔

۵۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ عَلَىٰ عَشِيرَتِهِ أجمعين

سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ ہیں جو ان میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ پہنچ کر رہے۔

### حضرت علیؑ کی کرامات

حضرت علیؑ کی وہ کرامات جسے صاحبِ الریاض نے اصحیٰ سے روایت کیا (کرامت کسی ایسے خلافِ عقل کام کو کہتے ہیں جو کسی غیر نبی سے ثابت ہو اگر اس کا ظہور کسی نبی سے ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں) تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

### ۱۔ حضرت خُصینؑ کی شہادتِ گاہ کی پیشین گوئی:

وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس جگہ سے گذرے جو حضرت حسینؑ کی قبرِ دانی جگہ تھی جہاں ان کی قبر بننا تھی تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہاں ان کی سواریوں کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں ان کا خون بہے گا۔ آلِ محمدؑ کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

### ۲۔ دیوار نہیں گری:

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ شخص جن میں ہجرتِ حبش کے گئے تو آپ ایک دیوار کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیرِ مومنینؑ دیوار مرنے والی ہے، تو حضرت علیؑ نے اُس سے فرمایا کہ تو (اپنا بیان مٹا دے) اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اٹھ گئے اُس کے بعد دیوار گر پڑی۔

### ۳۔ ایک اونٹ کی حضرت علیؑ کے زور و عازمی:

حضرت حادث سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ یثرب میں تھا تو میں نے اہل شام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اُس وقت اُس کے اوپر اُس کا سوار اور اُس کا سامان بھی تھا تو اونٹ نے جو کچھ اُس کے اوپر تھا گرا دیا اور اُس کے درمیان گھٹ پڑ گیا یہاں تک کہ حضرت علیؑ کے پاس پہنچ کر زکا اور اپنے لب کو حضرت علیؑ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر ان کو اپنی گردن کے نیچے کے حصہ سے ہلائے گا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واللہ یہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کی ایک علامت ہے۔ اہل بیتؑ ہیں کہ اُس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور دونوں فوجوں کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ ان روایت میں صراحت نہیں ہے کہ یہ کس بات کی علامت تھی آیا یہ اب امر کی نشانی تھی کہ



ے۔ اہل باطن اور حضرت علیؓ:

ابو عمرؓ نے مجیدؓ سے روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ جب ابن باطم کو دیکھتے تھے تو یہ شہم پڑتے تھے

أر ہد حبانہ وہو ہد فقلی غلبہ یوک من غلبک من مراد  
"یعنی میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے  
قبیلہ مر او سے کسی اپنے دوست کو جو تیری طرف سے ہمارے لے آئے  
اور حضرت علیؓ اکثر یہ کہا کرتے اُمت کے سب سے بہت بدست کو کس  
بات نے روک رکھا ہے یا یہ کہ وہ اس اُمت کا سب سے زیادہ بدست شخص کس بات کا  
انتظار کر رہا ہے کہ وہ انہیں اُن کے خون سے رنگ دے۔ اور فرماتے کہ واللہ یہ (ان  
کی ڈار جی) اس (گروں) کے خون سے ضرور رنگی جائے گی۔ اور اپنی ڈار جی اور  
اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے یہ شخص خون کا قاتل نہ کہ ظالم اور غیر ظالم ہو۔"

علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ

اس کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔ جمع و ترتیب قرآن:

حضرت علیؓ نے قرآن پاک کو آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی جمع کر لیا اور اُس کو ترتیب دے دیا تھا لیکن تقدیر اُس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی۔  
ابو عمرؓ نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول

اللہ ﷺ کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا اُن میں مہاجرین میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بن حبہ بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولیٰ تھے خود مہاجرین میں سے نہ تھے شامل تھے۔ اور پھر تابعین کی ایک جماعت نے اُن سے قرآن پاک کو روایت کیا ہے اور اُس جمع و ترتیب کی روایت اب تک باقی ہے۔ امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے عبد اللہ بن کثیر اور نافع نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عبد اللہ بن عامرؓ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عاصمؓ نے حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت زیدؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور حمزہؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور اُن سب نے نبی اکرم ﷺ سے پڑھا ہے تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں یہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث اور مکتوبین صحابہ میں سے ہیں۔ خارجیہ کی نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور درحقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔ اور اس بحث کو ہم حضرت فاروقیؓ اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب والے باب میں ذکر کر چکے ہیں، اُس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔  
اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ اُن سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی۔ اُس باب کے خارجِ اول بھی وہی ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)۔

## ۲۔ نبی اکرم ﷺ کے خلیہ مبارک کا بیان:

آنحضرت ﷺ کے خلیہ مبارک کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفضل امام ترمذی نے کتاب شمس میں حضرات حسین رضی اللہ عنہ کی روایات سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیفہ میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے: کہ یہودی حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے ساتھی کی ضمانت بیان کرو۔ تو آپؐ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اسے قُرب کے باوجود) آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان کرنا مشکل بات ہے البتہ یہ حضرت علی بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے اپنے چچا زاد کے اوصاف بیان کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دراز قد تھے مکر موزونیت کی حد سے گذر جانے والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قد تھے کہ ایک عضو دوسرے میں داخل ہو آپ درمیانے قد سے کچھ بلند تھے سفید رنگت جو سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھی۔ لہریے دار بال جو گھوٹا لے نہ تھے آپ ﷺ کے بال دونوں کانوں تک لگے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی آپ کی گردن گویا چاندی کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے کچھ بال تھے سینہ سے ناف تک (سیدھے خط

میں) گویا کہ وہ سیاہ منقہ کی ایک شاخ ہیں، آپ ﷺ کے جسم میں یا آپ ﷺ کے سینہ میں ان کے سوا اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ ﷺ کی پتیلی اور قدم پر گوشت تھے اور جب آپ ﷺ چلنے پر قدم پوری قوت سے اٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ) اور جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات فرماتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند قامت معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کر دیتے اور جب خطبہ دیتے تو لوگوں کو زلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور یہ وہ عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی پتیلی رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا کھانا جو کی روٹی ہو یا تھا اور آپ ﷺ کا کتلیہ جو بے کاتھا جس میں کجھور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ ﷺ کی چارپائی کیکر فلی کلوی کی تھی جو کجھور کے پٹن سے بنی ہوئی رکھی سے بنی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے پاس دو عمامے تھے ایک کمرہ صاب کا یا کھانا تھا اور دوسرے کو عتاب۔ اور آپ ﷺ کی تھوڑا ذوالفقار تھی اور آپ ﷺ کا جھنڈا غراء اور آپ ﷺ کی اونٹنی عشاء اور آپ ﷺ کا خیر ذلزل اور آپ ﷺ کا کدھا لیچا۔ اور آپ ﷺ کا گھوڑا بحر اور آپ ﷺ کی بکری برکہ اور آپ ﷺ کی مٹی مشوق تھی اور آپ ﷺ کا علم الحمد للہ اور آپ ﷺ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے

میں تیرے احکام ہوں میں نے اپنی جان پر حکم کیا اور میں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا سو میرے سب گناہ بخش دے ہے جب تیرے سوا کوئی کہہ نہیں بخش سکتا اور بھگتے اور کر دے بڑی خصالتیں کہ ان کو کوئی تیرے سوا اور نہیں کر سکتا میں تجھ پر ایمان لایا تو بڑی برکت والا ہے اور تو بلند ہے میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔

لَا تَخْشَى الْإِخْلَاقَ لَا تَنْهَيْتَنِي إِلَّا خَشِيتُكَ  
أَنْتَ وَاصْبِرْ عَلَيَّ حَتَّى لَا تَنْصُرَ عَلَيَّ  
حَتَّى تَقُولَ إِنَّكَ أَفْضَلُ مِنْكَ تَبَاهُ ثَمْتُ  
وَتَعَالَيْتَ أَنْ تَغْفِرَ كَذَلِكَ وَتُؤْتِيَ الْإِثْمَ

پھر جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے

اللَّهُمَّ لَكَ تَكَلُّفٌ وَبِكَ أَفْضَلُ وَكَتَبْتُ  
أَسْأَلُكَ خَشَعَةً لَكَ وَتَضَعِي وَتَقْصِرِي وَ  
تُخَفِّفِي وَتُخَفِّفِي وَتُخَفِّفِي  
میرا گودا اور میرے بڑی اور بچے۔

پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے

اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَلَا الشُّكُوكَ  
وَالْأَلْبَابُ حُجَّتُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَمَّا  
رَبِّكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ  
وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ  
چاہے۔

پھر جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو فرماتے

اللَّهُمَّ لَكَ سَجْدَةٌ وَبِكَ أَفْضَلُ وَكَتَبْتُ  
اللہ میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور تجھ پر

انوت کو خود گناہاں کھاتے اور کپڑے میں خود بیچ نہ لگاتے اور اپنا جو سامان خود کاغذ لیتے تھے۔

س۔ نماز بعد از نماز چوت (خصوصی دعا والی نماز):

اُن میں سے ایک نماز مناجات ہے جو کہ لذت مناجات کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص اس پر پیش قدمی کرے گا اس کی غورایت کو پائے گا اور جس نے اس کو چکھا نہیں وہ اس کو نہیں چکھا اس کو تہذیب وغیرہ نے اعراب کی روایت سے روایت کیا جو عید اللہ بن ابی رافع سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت عید اللہ بن ابی رافع حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

وَحُفَّتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضَ حَقِيقًا وَفَأَنَا مِنَ الْمُسْتَغِيثِينَ  
إِنَّ صَلَاتِي وَتَضَعِي وَتَقْصِرِي وَتُخَفِّفِي  
وَالْعَالِيْنَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا  
أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَنِيُّ لَا إِلَهَ  
إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ كَذَلِكَ لَقَدْ لَقِيتُ  
وَأَقْبَرْتُ بِذَلِكَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِي خَيْرٌ مِنْ جَمِيعِ  
اللَّهُ لَا تَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَالْغَنِيُّ

میں نے پناہ مانگی اسی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں سب سے کم کر اسی کا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہے شک میری غلامی میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے واسطے ہے سارے جہانوں کا جہان ہے وہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے علم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں یا اللہ تو یاد خواہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہی میرا رب ہے اور

أَشْرَفَتْ سَجْدًا وَخَلَعِي لِلَّذِي خَلَقَنِي فَسُودَ وَفَا  
بِغْيَتِي لَوْ أَنَّكَ تَعْلَمُ غَيْبَاتِي كَمَا اللَّهُ يَعْلَمُ  
الْحَقَّ لَتَجِدَنِي أَسْفَلَ سَافِلِينَ

میں اذیان لایا اور میری جان اور میرے منہ  
نے حیدہ کیا اس ہستی کے لیے جس نے اسے  
بنایا اور اس کی صورت گری کی اور اس کے کان  
اور آنکھیں کھولیں سو بڑی برکت والا ہے سب  
بنائے والوں سے سب اچھا۔

پھر تشہد اور سلام کے درمیان پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اَلْحَمْدُ لَكَ مَا كُنْتُ وَمَا اَخَذْتُ وَمَا  
اَسْزَرْتُ وَمَا اَغْلَبْتُ وَمَا اَكْتُ اَغْلَبُ بِهِ  
وَلِي اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ  
اِلَّا اَنْتَ.

اللہ اس کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے  
پیچھے لیا اور جو پیچھے لیا اور جو کوئی اور جو تو مجھ سے  
زیادہ جانتا ہے میرے کمالوں میں سے بیش  
دے دے تو ہی ہے آگے کرنے والا اور موخر کرنے  
والا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ الترمذی ۲/۶۳۹ اضافہ از تھریکلی کنندہ)

### ۳۔ دن اور رات کے نوافل:

ان میں سے دو قات جو یہ چاشت و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل ہیں جو کہ  
ایک نہایت فائدہ مند باب ہے۔ انہیں امامین فضل نے عام بن ضرر سے روایت  
کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ سے نبی ﷺ کے دن کے نوافل کے بارے  
میں سوال کیا تو انہیں فرمایا کہ تم اس کی حفاظت نہیں رکھتے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ  
آپ ہمیں اس سے باخبر کر دیں تو ہم اس کے جس قدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں  
گے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو مسجد میں غصہ

جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب  
چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی  
مقدار کے برابر ہے تو آپ ﷺ اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے پکیوں تکبیر سے  
پہلے چار رکعت پڑھتے جب کہ سورج ذوالصل چکا ہو تا۔ اور دوسری رکعتیں ظہر کے بعد اور  
چار رکعتیں عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں) کے درمیان آپ ﷺ  
فاصلہ قائم کرتے تھے۔ ملائکہ مقررین اور انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں  
سے آپ ﷺ کا اتباع کرنے والے تھے ان سب پر سلام بھیجتے۔ اور حضرت علیؓ  
نے فرمایا کہ یہ سولہ رکعت ہیں۔ آپ ﷺ نے دن میں انہیں اپنا معمول عبادت بنا  
رکھا تھا۔ اور ایسے لوگ کم ہیں جو اس پر عملی اختیار کریں۔

### ۵۔ حضرت علیؓ کے فتاویٰ:

مدرسے میں سے فتاویٰ اور بہت سے احکام خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
کی کتابوں، مصنف عالمہ ازریق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں آپ سے نقل کے  
ہیں اور ان کتابوں میں ان کا بڑا حصہ مذکور ہے۔

### ۶۔ حضرت علیؓ کے توحید و صفات الہیہ کے بارے میں مباحث:

حضرت علیؓ توحید و صفات کے بحث میں بڑی فصاحت و زبان رکھتے تھے اور وہ  
بحث ان کے خطبوں میں (و سعادت کے ساتھ) پایا جاتا ہے اور کہاں کہاں سے  
صرف وہی اس بیان کے ساتھ مقرر دیں، گو یا باب توحید و صفات میں کلام کے پختہ

مشہور ہی ہیں اور وہ ان مقامات میں جو مستطاب ہیں اصل اجمال سے کہ انبیاء کی سبقت  
سب سے پہلے نہیں گئے لیکن متاخرین نے بھی اس سبج پر دلائل و ترتیب مقدمات میں  
چلتا چاہا مگر وہ دائیں اور بائیں کر پڑے

۷۔ حضرت علیؑ اور کثوف و احسان:

کثوف کے بارے میں حضرت علیؑ ایک نہایت وسیع و ریاضے لیکن ایام  
خلافت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے ان کو ان کی تفصیل  
سے روک دیا۔ حضرت فضیل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اصول اور نظریہ میں ہمارے اُستاد  
اور شیخ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی  
رسم ان ہی کی لائی ہوئی ہے خلفاء سابقین ان میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

۸۔ حضرت علیؑ بطور مشیر خلفائے سابقین:

پھر شیخین (حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانوں میں مسائل دینیہ  
میں مشیر اور تدبیر است حکمہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے اور ان حضرات نے بھی ان  
کی تعلیم و توقیر میں بہت دور جا کر ان کے مناقب اور فضائل کو واضح کیا ہے۔ ان کے  
کلام میں سے ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات / پیشین  
گوئیاں:

جانتا چاہئے کہ جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت ﷺ  
کی وفات کے بعد گذرا آخر عمر تک ان تمام واقعات کی آنحضرت ﷺ نے انہیں  
خبر دے دی تھی اور ان حوادث کی بنیادی باتوں سے انہیں مطلع فرمایا تھا۔  
(الف) خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی:

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ رسول  
اللہ ﷺ دنیا سے اُس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ ﷺ نے  
ہم سے یہ بیان نہیں کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابو بکرؓ کی ہوگی  
پھر حضرت عمرؓ کی پھر حضرت عثمانؓ کی اور پھر میری ہوگی مگر پھر مجھ پر رجوع نہ ہوگا  
اور یہ حدیث اگرچہ باقتدار ظاہر غریب و دکھائی دیتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کے  
خلفائے راشد (حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ) کی خلافت کے منطوق  
ارشادات اور آپ ﷺ کی تصریحات اور پیچاس سے زیادہ احادیث پر مشتمل  
ہے۔ اگر ان کو پیش نظر رکھا جائے تو مطمئن اور (کہ میرے بعد خلافت فلاں فلاں  
کی ہوگی) کی غرابت نابود ہو جاتی ہے۔ پھر حضرون ثانی کہ مجھ پر رجوع نہ ہوگا اس کے  
شواہد کا ایک حصہ حضرت ذوالنورینؑ کے حالات میں ہم نے بیان کر دیا ہے اور ایک  
حصہ ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں۔



## (ب) حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہوگی:

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے روایت کی ہے: اور حضرت ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مزاحمت نہ کی تھی۔ لیکن کافر کیا جو ایک مرض کی وجہ سے جوان کو لاحق ہو گیا تھا پیدائش سے، اس وقت میرے والد نے کہا کہ آپؐ کو کس بات نے اس مقام میں مقیم کر رکھا ہے اگر یہاں آپؐ ہادشت معین آگیا تو آپؐ کے کام (تحفین و تدفین وغیرہ کا) کا ذمہ دار سوائے بنو جہینہ کے یہاں تھیں گے کوئی نہ ہو گا۔ آپؐ کو مدینہ منورہ کے لیے سوار ہو جانا چاہئے۔ وہاں اگر آپؐ کا وقت آیا تو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام آپؐ کے والی ہوں گے اور سب آپؐ کی نماز (جنود) پڑھیں گے۔ تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں اس وقت نہیں مروں گا جب تک کہ امیر نہ بنایا جاؤں پھر اس کو خطاب کیا جائے یعنی ان کی ڈاڑھی کو ان کے خون سے یعنی سر کے (خون) سے کرنا لگائے گا چنانچہ حضرت علیؓ اسی طرح شہید کیے گئے اور حضرت ابو فضالہؒ حضرت علیؓ کی معیت میں جنگ صفین میں شہید کیے گئے۔

## (ج) خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ:

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد کس کو امیر بنائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ تو ان کو ہدایت

کرنے والا، امین و دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر حضرت عمرؓ کو امیر بناؤ تو ان کو طاقت ور اور امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی غلامت کرنے والے کی غلامت سے نہیں ڈرنے والے۔ اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کر سگے تو ان کو ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ، پاؤ گے۔ وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔

## (د) حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابوالفہم نے، حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً قتول ہو گا اور یقیناً یہ رنگ کی جائے گی اس سے یعنی نئی نئی ڈاڑھی ان کے سر (کے خون) سے۔ اور حاکم نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے واضح طور پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ امت ان کے بعد مجھ سے کہت کرے گی۔

## (ه) حضرت علیؓ کے لیے جنت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر:

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تم کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں میرا دین سلامت رہے گا۔

اور بعضی نے حاکم سے انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ پر چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گدڑ ایک باغ پر سے ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ یہ کتنا اچھا باغ ہے۔ فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے بھی اچھا باغ ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات ہاتھوں سے گذرے، ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کتنا اچھا باغ ہے اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے بھی اچھا باغ موجود ہے۔ پھر جب آپ ﷺ راستے پر چلنا ختم کر چکے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور بہت روئے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اُن کا اظہار میرے بعد کریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

### (د) خلافت کے امیدواروں میں اختلاف کی خبر:

احمد ابن حنبل نے ایاس بن عمرو اسلمی سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ امت کے امیدواروں میں اختلاف ہو گا اسے علیؓ اگر تم سے ہو سکے کہ تم اس سے بچو تو ایسا ضرور کر لیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں جو متواتر ہیں اور متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہیں آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ اُنت حضرت علیؓ تھی پر جمع نہ ہوگی۔

### (ز) خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر:

مجاہد اُن کے یہ حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔

اُن میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت مرقع ہو جائے گی۔ اور اُن میں سے ایک حصہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ بخاری نے اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں کہ میں سوراہا میں نے دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے اُٹھ جائیگا تو میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا جا رہا ہے تو میں نے اپنی نظر کو اس کے نیچے لگایا تو اس کو شام کی طرف لے جایا گیا۔

### (ح) متعدد حوادث کی خبر:

اور یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر و غالب رہے گا یہاں تک شام میں فتنے واقع ہوں گے اسی قسم کی روایات کو حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سے لیا گیا ہے۔

## (ط) جنگ جمل کی خبر:

اور اس کے بعد آپ ﷺ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ ابو بکر، ابو بلتعناجر اور احمد بن حنبل وغیرہم نے روایت کی ہے: اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی جیتا: قیس بن ابی عامر سے مروی ہے کہ جہاں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانی (یعنی بستی) سے گذریں جس کو خوب کہا جاتا ہے تو ان کے اوپر وہاں کے کتے بھونکنے لگے تو انہوں نے کہا کہ مجھے دلچسپی ہے مجھے داپس لے جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرمادے تھے کہ تم میں سے ایک کا اس وقت کیا حال ہو گا جب اس پر خوب کے کتے بھونکیں گے۔

## (ی) سات فتوں کی خبر:

اور حاکم نے یحییٰ بن سعید کی حدیث روایت کی ہے انہوں نے ولید بن عیاش سے روایت کی ہے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے حاکم سے: کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد واقع ہوں گے۔ ایک فتہ مدینہ کے سامنے سے آئے گا اور ایک فتہ مکہ کے سامنے سے اور ایک فتہ شام سے آئے گا اور ایک فتہ مشرق سے سامنے آئے گا اور ایک فتہ مغرب سے سامنے آئے گا اور ایک فتہ شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہو گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتہ کو پائیں گے اور اس آفت میں ایسے بھی ہیں جو آخری فتہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں کہ فتہ مدینہ تو حضرت طلحہؓ اور

حضرت زبیرؓ کی طرف سے واقع ہوا اور مکہ کا فتہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتہ ہے اور شام کا فتہ بنی امیہ کی طرف سے اُٹھا اور فتہ مشرق بھی ان ہی کی طرف سے اُٹھا (ک) واقعہ صفین کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔

شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی: کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں گی ان دونوں کے درمیان بڑی غوربازی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

## (ل) حکمین کے تقرر کی اطلاع:

اور یہ پہلے اُس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کر دیا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے حکم بنائے کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص میں تنقیح نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے آئین کا اختلاف جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو حکم بھیجے تو وہ دونوں مگر او ہو گئے اور دونوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور میری امت بھی اختلاف کرنے والی ہے، ان کا اختلاف باہمی جاری رہے گا

یہاں تک کہ وہ بھی دو حکم مقرر کریں گے۔ دونوں گمراہوں کے اور دونوں دونوں کا اہتمام کرے گا وہ بھی گمراہوں کا۔

ثاماً (دونوں گمراہوں کے) سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اور ضل من اصبحت (اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا) سے مراد یہ ہے کہ یہ اجتہادی غلطی بہت سے مسلمانوں کا باعث بنے گی۔ اور جن میں سے ایک خلافت کا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے غلط کرنا قریش کی طرف جانا تھا۔ اور اسی طرح ان میں سے خوارج کا نشاۃ بھی ہے یہ دلیل ہاتھ میں لے کر کہ وہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم دینا صحیح نہیں ہے۔

(م) خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر:

پھر آپ ﷺ نے نہروان کے واقعہ سے خبردار فرمایا۔ اور یہ حدیث متواتر ہے، جسے احمد نے عبید اللہ بن عیاض بن عمر والقداری سے روایت کیا۔ کہتے کہ جن راتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے عبد اللہ بن شداد عراق سے لوٹ کر آیا اور حضرت عائشہ صدیقہ کے یہاں پہنچا جب کہ ان کے پاس ہم لوگ بیٹھے تھے، تو حضرت عائشہ نے اس سے کہا کہ اے عبید اللہ بن شداد کیا تو مجھے اس بات کا صحیح جواب دے گا جو میں تجھ سے پوچھوں گی تو مجھ سے اس قوم کا حال بیان کر جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں کیوں آپ سے بچ کر بولوں گا۔ حضرت عائشہ نے کہا تو مجھ سے ان کا قصہ بیان کر۔ عبد اللہ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے جب امیر معاویہؓ سے معاہدہ کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو ان کے خلاف آٹھ

ہزار ایسے لوگوں نے بغاوت کر دی جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک مقام پر جمع ہو گئے جو کوفہ کی ایک جانب واقع ہے جس کو حروار کہا جاتا ہے اور یہ لوگ حضرت علیؓ سے برکشتہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اس قبیض سے باہر آگیا ہے جو تجھے اللہ نے پرہیزی تھی اور اس عام سے کہ تجھے اللہ نے موسوم کیا تھا۔ پھر تو آگ دو کیا اور تو نے اللہ کے دین میں (دوسروں کو حکم بتایا حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا حکم ہے مگر پھر جب حضرت علیؓ کو ان کے برکشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور ان کے مقابلہ پر ایک عہد افریق بن جانے کی تو انہوں نے ایک مٹادی کرنے والے سے یہ اعلان کر لیا کہ امیر المؤمنین کے پاس حامل قرآن (حافظہ و عالم) کے سوا کوئی شخص نہ آئے۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو حضرت علیؓ نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اس کو اپنے ہاتھ سے ضبط شروع کیا اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ اس قرآن لوگوں سے بات کر تو اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس سے آپؓ کیا پوچھتے ہو یہ تو رتوں کے اوپر محض روشنائی ہے بلکہ اس کے متعلق جو اس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے ہم غلط کریں گے، تو آپؓ کا مقصد کیا ہے؟ آپؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جنہوں نے بغاوت کی ہے، میرے اور ان کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد کے بارے میں فرماتا ہے:

ذَانِ عِظْمٍ شِقَاقٍ يَنْبَغِي قَاتِلُهُمَا قَاتِلُ الْوَالِدَيْنِ  
مِثْلُ مِثْلِ الْوَالِدَيْنِ فِي الْوَالِدَيْنِ مِثْلُ مِثْلِ الْوَالِدَيْنِ

ثَوْبَانًا إِصْلَاحًا تُوَلِّيَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا  
(۴۳:۵)  
اوج ایک آدمی کو حکم کے طور پر  
مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی  
کو حکم کے طور پر عورت کے خاندان سے  
بھیجو اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی  
تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق  
فرمادے گا۔

تو ایک عورت اور ایک مرد کی یہ نسبت آخرت میں عظیم الشان اور حرمت  
کے اعتبار سے زیادہ باعظمت ہے۔ اور وہ مجھ سے برا فروخت ہیں اس وجہ سے کہ میں  
نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب ہمارے  
پاس نسیئل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خدیجہ میں تھے جب کہ  
آنحضور ﷺ اپنی قوم قریش سے مصالحت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمسہ  
اللہ الرحمن الرحیم لکھوائی تو نسیئل نے کہا کہ میں ہمسہ اللہ الرحمن الرحیم نہ  
لکھوں گا بلکہ باسمک اللہم لکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لکھو محمد  
رسول اللہ۔ تو اس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو میں  
آپ ﷺ کی مخالفت نہ کرتا۔ بلکہ یہ لکھا جائے

هذا ما صالح عليه محمد بن عبد الله  
قریش سے مصالحت کی۔  
قریش

اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتُوعًا كَثِيرَةً  
لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ  
اللَّهَ كَثِيرًا (۳۳: ۲۱)  
تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے  
لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا  
ہو اور کثرت سے ذکر الہی کرتا ہو رسول  
اللہ ﷺ میں ایک عمدہ نمونہ  
موجود ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے ان لوگوں کے پاس حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بھیجا۔  
میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ ان کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو  
ابن انگواء نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اسے حاملین قرآن  
یہ عبد اللہ بن عباسؓ ہے جو اس کو نہ پہچانتا ہو (وہ جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی  
نی معرفت رکھتا ہوں جتنی وہ تم کو معرفت کرے گا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس  
کے بارے میں ان کی قوم کے بارے میں آیت ہَلْ خُذْتُمُوهُ فَخِضْتُمْ (بلکہ  
وہ مجھ کو (والی قوم) اس کو اس کے ساتھی (علیؓ) کے پاس لوٹا دو  
اور اس کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔

پھر ان کے خطباء کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کے ساتھ  
ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر یہ وہ حق لے کر قیامت آئے ہم جانتے ہیں  
تو اس کا ضرور اجماع کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اس کو اس کے کاٹ  
پر ضرور ڈالتیں گے۔ تو لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کتاب اللہ پر تین

سے آنے والوں نے کہا کہ ہم نے اُس کو مسجد بنی خلائ میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے بارے میں کوئی چلتہ خبرات انکی انٹیں لایا جس سے وہ ہچکچاتا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ جب اُس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے تو اُنہوں نے کیا کیا تھا جیسا کہ اہل عراق گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے سچ کہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے حضرت علیؓ سے اس کے علاوہ کچھ اور بھی سنا۔ شداد نے کہا واللہ نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحمت کرے ان کا یہی کام ہوتا تھا۔ وہ جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ لیکن اب اہل عراق ان پر جھوٹ کہتے ہوئے بھرتے ہیں اور ان کی بات برا منہ پر کر رہے ہیں۔

حضرت امیر مومنین علیؓ نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ بخوارن کی طرف نکلے اور آپؓ نے ان کو قتل کیا۔ پھر کہا دیکھو کیونکہ اللہ کے نبی محمدؐ نے فرمایا کہ "عتریب ایک قوم جو حق میں بناوٹ کرنے والے ہوں گے اور حق (یعنی قرآن) ان کے سنی سے تہہ زدنہ کرے گا وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے بدن سے نکل جاتا ہے، ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہو گا جس کے ہاتھ میں قصہ زہ تھا، اس سے ہاتھ میں سیاہ پل ہوں گے۔ اگر وہ ان میں شامل ہو تو قرآن پر ترین لوگوں کو قتل کیا

دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے چار بڑے افراد نے رجوع کیا اور یہ سب لوگ باپ کو ہوئے۔ ان میں ابن اکوا، بھی شامل تھا۔ ان سب کو حضرت عبداللہ عباسؓ کو فہ میں حضرت علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے ان میں سے باقی لوگوں کے پاس یہ پیغام لکھا کہ تمہارا معاملہ اور (ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ تھا وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو بغیر دس آگاہ امت محمدیہؓ (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اس فیصلے پر) یہ شرط ہے کہ تم کسی بے گناہ کا خون نہ بھادو اور ذاکہ نہ لے کر دو اور اہل ذمہ پر ظلم نہ کرو۔ مگر تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم تم سے ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے جنگ کریں گے۔ چنانکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اس سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے ابن شداد پھر حضرت علیؓ نے لہجہ کو قتل بھی کر دیا۔ تو اس نے کہا واللہ حضرت علیؓ نے ان پر حملہ نہیں کیا تا آنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور نور بنی کی اور اہل ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اُس اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جلیک یہی ہوا۔

اہم المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہل عراق کی طرف سے نہیں پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو، اُس وہ ذوالہجری ذوالقعدی کہتے تھے۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُس کو دیکھا ہے میں مشولین میں اس کے سامنے حضرت علیؓ کے ساتھ کھڑا تھا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہناتے ہو؟ تو بہت

جو گا اور اگر وہ شامل نہ ہوا تو قرآن مجید میں لوگوں کو قتل کیا ہوا کا توہم رونے لگے۔ پھر کیا حال نہ ہو تو ہم نے تلاش کیا تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پایا تو ہم لوگ سجدہ میں گر پڑے اور حضرت علیؑ بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا فرق ہے کہ اس میں (بجائے ہتکلفوں جالحق کے) ہتکلفوں بکلمۃ الحق (یعنی حق کے کلمے کے ساتھ تخلف کریں گے) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت علیؑ مر اتھیں، رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔

(ن) ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر:

حاکم نے ابوالاسودؓ کی سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے جب میں اپنا پاس رکاب میں رکھ چکا تھا اور عراق کا ارادہ کر رہا تھا میرے پاس عبداللہ بن سلامؓ آئے اور کہا کہ تمہیں عراق نہیں جانا چاہیے یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلواریں نوک کر دیں گی۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ خدا کی قسم میں بات تم سے پہلے مجھ سے رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں۔ ابوالاسودؓ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج تک ایسا نہ سنا والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔

حاکم نے زید بن وہب سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے اور ان میں خداجیوں کا ایک شخص بھی شامل تھا جس کو زید بن ابیہرؓ کہا جاتا تھا۔ اُس نے اللہ کی حمد اور اس کی شہادت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دروہ پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علیؑ اللہ سے ڈر کیونکہ تو (سب کی طرح) مرنے والا ہے تو حضرت علیؑ نے کہا نہیں بلکہ ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور اس کا خضاب کر دے گی مقتول ہونے والا ہوں۔ زید نے کہا کہ حضرت علیؑ نے اس موقع پر اپنے سر اور داڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا کہ یہ فیصلہ شدہ تھا ہے اور واضح شدہ صراحت نامد ہے۔ اور جس نے افتراء کیا وہ خسارے میں پڑا۔ پھر جعد نے حضرت علیؑ پر عیب لگایا ان کے لباس میں اور کہا کہ اگر تو لباس اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔

حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت علیؑ بن ابی طالب کے پاس پہنچا، ہم ان کی عیادت کے لئے گئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ اور ان کے پاس حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ فوت ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اسی صورت میں موت آنے لگی جب یہ مقتول ہو گئے اور ان کو موت نہیں آئے گی اس وقت کہ کرب اور بے چینی سے نہ بھر جائیں گے۔

حاکم نے ایک خویل حدیث میں روایت کی ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ غزوہ بدری (۱) امیر (جنگ جوں) میں اور

حضرت علیؓ دونوں ساتھ ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دوپہ بختوں کا مالک نہ بنائوں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کہ قوم خود کا ذلیل گدھا (جس کا نام قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا اور جس کے نتیجے میں قوم خود تباہ کر دی گئی تھی اور (دوسرا) وہ ہے جو اے علیؓ تجھے پروار کرے گا اس کے اوپر یعنی سر کے ابھرے حصہ پر یہاں تک کہ خون سے تر ہو جائے یعنی ان کی ڈاڑھی۔ [اور ان کے نتیجے میں دنیا خلافت راشدہ سے محروم کر دی جائے گی]

(س) حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین مصالحت کی چشمتیں ٹوٹی:

پھر آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کے درمیان صلح کی خبر دی۔ امام بخاری نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ نبی اکرم ﷺ غلبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ آگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرانے گا۔

(ع) امیر معاویہؓ کی امارت کی خبر:

پھر آپ نے امیر معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں خلافت کی طمع رکھتا

ہوں۔ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "اے معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔"

اور شقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی: کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے کسی چیز نے خلافت پر نہیں ابھارا سوائے اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنادیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا، تو میں گمان کرتا رہا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے اس ارشاد کی بنا پر اس عمل (خلافت) میں مبتلا ہوں گا۔

اور طبرانی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے امیر معاویہؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہو گا جب اللہ تعالیٰ تجھے قبضہ پہنائے گا۔ آپ ﷺ اس سے خلافت و امارت کو مراد لے رہے تھے تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قبضہ پہنانے والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں، لیکن اس میں بڑے شر اور فساد بڑے شر اور فساد ہوں گے۔

ابن عساکر نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے معائنہ کا والی بنائے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرنے والا ہو۔ تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شرف و ہر وقار، شر و فساد ہوں گے۔



امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ! اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا وہ کہتے ہیں کہ میں: اور گمان کہ عمار بنوں کی نبی اکرم ﷺ کے قول کے مطابق میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں تا آنکہ جھٹلا کر دیا گیا۔

ابوہریرہؓ نے امیر معاویہ کی اسی طرح کی ایک حدیث کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح ابن عساکر نے حضرت حسنؓ کی۔ انہوں نے امیر معاویہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ، مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ تو عقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اسے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے برے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دہلی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ چند دن اور اچھیں نہیں گزریں گی تا آنکہ معاویہ بادشاہ بن جائے گا۔

ابن عساکر نے سلمہ بن مہکدہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب سکھائیے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور اس کو غداپ سے بچائیے۔ ابن عساکر نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے: کہہا کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑیے۔ تو اس نے معاویہ نے کہا کہ میں تجھے

سے کشتی لڑاتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اعرابی کو بچھا ڈیا۔ تو جب جنگ صفین ہو چکی تو حضرت علیؓ نے (حضرت عروہ سے) فرمایا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے پہلے بیان کر دیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔

(ف) قریشی نوجوانوں کی امداد کی خبر:

اس کے بعد آپ ﷺ نے نوجوانان قریش کی بادشاہی کی خبر دی۔ خصائص میں حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابوالعاص کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے۔

(س) ابو مروان کے اقتدار کی اطلاع:

نسائی نے ابن حباب سے روایت کی ہے: کہ وہ امیر معاویہؓ کے پاس موجود تھے جب ابن کے پاس مروان بن الحکم اور کہا کہ اے امیر المومنین میری حاجت پوری کر دیجیے۔ بخدا مجھ پر بہت برا ہوا ہے میں دس افراد کا باپ ہوں اور دس افراد کا چچا اور دس کا بھائی ہوں جب مروان والیں چلا گیا اور حضرت ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے برابر ابن کے تحت پر بیٹھے تھے، تو حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابن عباسؓ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب عظمیٰ اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو آپس کی دولت بنالیں گے،

اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو فریب کا ذریعہ بنائیں گے۔ پھر جب یہ چار سو ملّا ہوئے، انہوں نے اس تعداد میں پہنچ جائیں گے تو ان کی طاقت پھیل کے چنانے سے بھی زیادہ حرمت کے ساتھ ہوگی۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا اللہ گواہ ہے کہ بیشک مروان نے اپنی حاجت کا معاویہؓ سے ذکر کر دیا تھا۔ تو مروان نے عبد الملک کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ پھر اس نے حضرت معاویہؓ سے گفتگو کی۔ جب عبد الملک واپس ہوا تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اے ابن عباسؓ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا (یعنی عبد الملک کا) ذکر کیا تھا اور فرمایا کہ چار ملّا جاؤ، پادشاہوں کا باپ ہے۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ گواہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہے۔

حاکم نے حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب بنو امیہ چالیس کی تعداد میں ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔

اور ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو عجم میرے منبر پر کود رہے ہیں جس طرح بندہ کو دے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ کہتے ہوئے اور گفتگو نہیں دیکھے گئے تا آنکہ آپ ﷺ کو اسے پرودہ فرما گئے۔

اور ترمذی نے حضرت ابن السبیبؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی

اکرم ﷺ نے بنو امیہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ ﷺ کو یہ گوارا نہ ہوا تو آپ ﷺ کو وہی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو ان کو وہی گئی ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

(ق) بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر:

اور ترمذی اور حاکم اور ترمذی نے حضرت حسن بن علیؓ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو امیہ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ ﷺ کو اس سے رنج ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی **إِنَّا أَغْلَقْنَا لِكُتُوبِهِ** (اسے نبی۔ مجھے ہم نے خیر کثیر عطا کی) اور نازل ہوئی **إِنَّا أَلْزَمْنَا فِي الْقَلْبِ الْقَدِيرِ وَقَدْ أَوْرَاكُمَا بِالْقَلْبِ الْقَدِيرِ لِقَالِهِ الْقَدِيرِ عَذَابُ الْعَذَابِ** اس عذاب میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنو امیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے کہا تم میں انھیں نے کہ پھر ہم نے بنو امیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئے۔ ورنہ یہ ہوتی نہ کہ۔

(د) دو فرقوں کے وجود کی خبر:

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی ان میں سے ایک حضرت علیؓ مرتضیٰ کی شان کو بہت کم کرنے والا (مختار بن ابی ذریجہ) اور دوسرا بہت بڑھانے والا

حاکم نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ

مشابہت ہے۔ یہود نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصبر رکھنے کی اس وجہ محبت کی کہ ان کو ایسے مرتبے تک میں پہنچا دیا جو ان کا نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مہارت کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفسد کی قسم و میری عداوت اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، دونوں ہلک ہو جائیں گے۔ یہ رنحوں میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو جس قدر قدرت رکھتا ہوں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی قرآن پر ردی کے بارے میں تم کو حکم دوں وہ بات خود تم کو مرغوب ہو یا اگر اس کو تم پر میری اطاعت ضروری ہے۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص ایسا کرے تو سمجھو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔

#### ۹۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت:

پھر جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء اہل سنت اسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ ان کا نافذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی اللہ کیا ہوا ہو۔

یہ بات کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہوئی یا نہیں، تو یہ اس بنا پر طبعی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (مسلمانوں کو) حضرت علیؓ مرتضیٰ کی

مخافت سے منع فرمایا تھا۔ حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علیؓ جو مجھ سے الگ ہو اور وہ خدا سے الگ ہو گیا اور جو تجھ سے الگ ہو اے علیؓ وہ مجھ سے الگ ہو۔

اور حاکم نے حضرت ائمہ مسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تا آنکہ دونوں خوش کوثر پر آکر مجھ سے ملیں گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ علیؓ پر رحمت کرے۔ اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جس طرف علیؓ جاتے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم (بن کی مخالفت کے بارے میں) خطا کرنے والے مگر معذور تھے اس اصول پر کہ "من اجتنب فقد اجتنب اللہ (جو واحد) جس نے اجتہاد کیا اور خطا کی تو وہ ایک اجر کا مستحق ہے۔" تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ انہوں نے شہ سے استدلال کیا اگرچہ اس سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس شہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کے لئے اس طرح خلافت منعقد نہیں ہوئی (جس طرح سابق خطا کے لیے منعقد ہوئی تھی) کیونکہ اصحاب اہل و عہد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں کی تھی۔



(۳: ۱۹۵)

لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں  
گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل  
کر دوں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں  
کی۔ یہ عرض اللہ کے پاس سے ملے گا۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرمایا  
اور کہا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زیاد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ  
حضرت عمار بن یاسر نے کہا جنگ بھاری ماں اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے یہ سفر  
کیا اور وہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے  
میں اس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم (زوجہ رسول اللہ اور ماں ہونے کی  
وجہ سے) اس کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔

اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کو  
حر اور تھے اور اُس وقت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت  
طلحہ و حضرت زبیر بھی اُنکے ہمراہ تھے تو چنان نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ  
ساکن ہو تیرے اور نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

اور ابو بکر نے ابو نصرہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں: کہ ابو سعید کے پاس  
لوگوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمان اور حضرت طلحہ و حضرت زبیرؓ کا زلمہ کیا

اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کون ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے  
فرمایا کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بدعت کی، اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ  
میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں کے ہو جائیں گے جن کے بارے میں  
اللہ عز و جل نے فرمایا ہے

وَنَزَّلْنَا نَارًا فِي صَلَواتٍ لِّهِمْ لِيَلْ يَظْهَرُوا  
عَلَىٰ شُرَكتِهِمْ فَيَقُولُوا (۱۵: ۴۷)

یعنی اور جو کچھ اُن کے دلوں میں غبار تھا  
ہم اُس کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی  
بھائی کی طرح (الائت و محبت سے) ہیں  
گے۔ تختوں پر آئے ساتھ بیٹھا کریں  
گے

[یہ آیت اہل جنت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے  
خلاف کچھ کدورت و غیر ہوائی توالت نکال دیا جائے گا۔ اور وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر  
وہاں رہیں گے] یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں ہیں اُن میں سے بعض کو ابو بکر  
نے نقل کیا ہے۔ اور اگر فرق مخالف اس بات کو قبول نہ کرے اور اُن کی رائے کو  
خطا و اجتہاد میں شمار نہ کرے بلکہ سیئات میں ہی شمار کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا بِمَا مَنَ وَنَابَهُمْ  
وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَفَعَلُوا بِالْكَذِبِ  
عَلَيْهِمْ سَبْعًا لِّمَنَ لِّمَنَ جَنَّتْ قُلُوبِي  
مِنْ تَلْبِيسِ الْأَكْثَرِ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ

یعنی جن لوگوں نے ترک و وطن کیا اور  
اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کو  
میری راہ میں تکلیف دی تھیں اور انہوں  
نے جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور اُن

تو ابو سعید نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سواہق اعمال بہت ہیں اور اُن پر فتنہ آچکا ہے انہوں نے اپنا معاملہ اللہ پر لوٹا دیا۔

پھر ان کے عزیزوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو ان کی طرف سے اس رائے سے رجوع کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ ابو بکر نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری بھری شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔

اور متعدد داستانوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دن حضرت زبیرؓ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تجھے جو دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور میں تم سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے، اللہ یہ ایک دن تجھ سے ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر عزم کرنے والا ہو گا۔ کہا کہ یہ بات عن کر حضرت زبیرؓ نے اپنی سواری کے منہ پر مارا اور لوٹ گئے۔ اس روایت کو ابو بکر وغیرہ نے نقل کیا ہے پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جریر نے اُن کو قتل کر دیا۔

ابو بکر نے قیس سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ کے گھنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا شروع ہو گیا، جب اُس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اُس کو چھوڑتے تھے تو جبے لگتا تھا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو یہ تو ایسا تیر ہے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

اور حاکم نے ثور بن جبراق سے روایت کی کہ میں جنگ جمل میں حضرت علیؓ سے اُن کے آخری وقت پر ملا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہوں تو انہوں نے کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کر جاؤں۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور اُن کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر اُن کو اُس کی خبر دی۔ تو آپؓ نے کہا اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اللہ نے ناپسند کیا اس بات کو کہ علیؓ اس بات کے بغیر کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہو جنت میں داخل ہو۔

#### ۱۱۔ امیر معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کا معاملہ:

رہا یہ کہ امیر معاویہؓ بھی اجتہادی غلطی پر تھے اور معذور تھے تو اس کی ضرورت یہ ہے کہ وہ شیعہ کے ساتھ دلیل چلائے ہوئے تھے۔ ہر چند کہ دوسری دلیل جو یزید ان شریعت میں اس سے زیادہ وزن دار تھی ظاہر ہو گئی تھی جس طرح کی تقریر ہم اہل جمل کے قصہ میں کر چکے ہیں بعض اشکال کے اضافہ کے ساتھ۔ جو یہ ہیں کہ امیر معاویہؓ اور اہل شام نے بیعت نکالنے کی جتنی ضرورت سمجھے ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلط اور اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ حقیقت نہیں ہو ا ہے۔ پھر تحقیر (حکم بنانے) کے معاملہ نے اس شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دعوہا واحداً یعنی دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

اسی طرح ترمذی نے ہر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عقیق بن عقیان کے قتل کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عقیق بن ابی قحطہ اُٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہو انھیں کھڑے ہوئے سے بہتر ہو گا۔ اور کھڑا ہوا پٹلے والے سے بہتر ہو گا۔ اور پٹلے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہاتل) کی طرح بن جانا۔ (یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ مائدہ میں مذکور ہے جب قاتل نے ہاتل کو مارنا پاتا تو اس نے کہا تھا)

بَسَطْتُ يَدِي الْيَقِظُ لَا تَقْظُ لِي اَخَاثُ اللّٰهَ  
 بَسَطْتُ يَدِي الْيَقِظُ لَا تَقْظُ لِي اَخَاثُ اللّٰهَ  
 بَسَطْتُ يَدِي الْيَقِظُ لَا تَقْظُ لِي اَخَاثُ اللّٰهَ  
 بَسَطْتُ يَدِي الْيَقِظُ لَا تَقْظُ لِي اَخَاثُ اللّٰهَ

اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو خدا سے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ کسی صورت میں مسلمان ہونے کے ساتھ کفر ناجائز نہیں ہے۔

اور ترمذی نے عدیدہ بہت ایمان بن صحابی غسانی سے روایت کی ہے کہ عقیق بن ابی قحطہ نے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ میرے والد کے پاس آئے اور ان کو دعوت دی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ تو میرے والد نے ان سے کہا کہ میرے شہیل اور آپ کے چچا کے بیٹے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے

رہا یہ کہ اہل حرور (خوارج) باطل پرست تھے اور حالات کفر یا فسق میں ملوث تھے تو وہ اس جہت سے مقبوض ہوتا ہے کہ حرور والوں کے بارے میں احادیث متواتر و وارد ہوئی ہیں کہ "من قون من الدين مدوق السهر من الزهر" وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکر کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو سہل بن حنیف اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم:

باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھانگے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی مدد سے پیچھے ہو جانے والے درست اجتہاد کرنے والے تھے یا اجتہادی غلطی پرستے اور معذور تھے۔

بندہ کے نزدیک حقیقی بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) عزیمت پر (کار بند) تھے اور صریح احادیث سے جو صحیح اور متواتر یعنی ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔

ترمذی نے ائمہ مالک، ہزیم سے روایت کی ہے کہ عقیق بن ابی قحطہ نے ایک قتل کا اور اس کے قریب وقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس میں سب سے بہتر کون ہو گا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (بھگل میں یکسو) ہے، ان کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو لٹکارتا ہے اور وہ اس کو لٹکارتے ہیں۔

کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار کھڑی کی بناؤں تو میں نے اس کو ایسا ہی بتایا ہے۔  
تو اگر آپ چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ کے ساتھ کھلوں عدیرہ نے کہا کہ پھر  
حضرت علیؑ نے ان کو چھوڑ دیا۔

اور ترمذی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ  
آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں اپنی کانیں توڑ دینا اور اپنے چلے کاٹ  
ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا اختیار کر لینا اور آدم لگے بیٹے کی طرح بن جانا۔

امام بخاری نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ جب میں حضرت  
ابو مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت عمارؓ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔  
تو حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت عمارؓ سے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں  
کہ اگر میں چاہوں تو اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے اور میں  
نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے  
نزدیک اس سے زیادہ محبوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے اس امر (حضرت علیؑ کی  
اداء) میں سرعت دکھانے کے سوا۔ تو حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا اے ابو مسعودؓ  
میں نے بھی تمہاری جانب سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم  
دونوں نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس امر  
میں در کرنے سے زیادہ محبوب نہیں دیکھی۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے جو  
صاحب وسعت تھے کہا کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک تو

حضرت ابو موسیٰؓ کو دیا اور دوسرا حضرت عمارؓ کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن  
کر جمعہ (کی نماز) کو چانا۔

امام بخاری نے حرمہ بن اسامہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کے مجھے اسامہؓ  
نے بھیجا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ وہ یعنی حضرت علیؑ تہجد سے ابھی  
پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو ان سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ  
کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کٹے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ  
اس میں میں آپ کا ساتھ دوں لیکن یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں  
سمجھتا۔ تو حضرت علیؑ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ  
اور حضرت ابن جعفرؓ کی طرف گیا تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لا دیا۔

ابویعلیٰ نے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں خوارج کی طرف حضرت  
عبداللہ بن خطابؓ کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ خوارج نے کہا کیا تو عبداللہ بن خطاب  
رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کیا  
تو نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہے جس کو تو رسول اللہ ﷺ سے روایت  
کرے۔ انہوں نے کہا ہاں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے جو میرے سامنے رسول  
اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر  
کیا جس میں بیٹھے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑے ہونے والے  
سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ فرمایا پھر اگر تم چل  
جائے، تو تو عبداللہ مقتول بن جانا، اس کے راوی ابویوبؓ کہتے ہیں کہ مجھے صرف یہ علم



ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو عبد اللہ کا حسن نہ بنا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اُنس کو خود اپنے والد سے سنا کہ وہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ ان کو نہر کے کنارے پر لے گئے اور اُن کی گردن مار دی (شہید زریا) پھر انہیں پانی میں بہا دیا گیا کہ وہ کوئی جوتی کا تسمہ تھے۔ [خاموش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پروا نہ کی اور اُنش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا (اللہ لعنہ)]

حاکم نے عمرو بن وابصر اسدی سے روایت کی ہے: انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے دور رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ایسا قتلہ برپا ہو گا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہو گا، اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، اور چلنے والا سوار سے بہتر ہو گا، اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہو گا فرمایا ایسا ایامِ ہجرت (قتلہ و فساد) میں ہو گا جب کہ کوئی اپنے ہم نشین سے بھی مطمئن نہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ پھر اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اپنے نفس اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو گھر سے میں داخل ہو جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ گھر سے میں بھی داخل ہو جائے تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا کر لینا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پھینچے پر سے

جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا فرمایا کہ اور کہنا ربی اللہ یعنی "میرا رب اللہ ہے" یہاں تک کہ تو اسی حال پر مر جائے۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو تم پر فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اس میں، یا کہا ان میں سے، بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری کھا کر بنی گڈا را کر لے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی درے کے پیچھے اپنے گھوڑے کی بھاگ چڑے ہوئے اپنی کلواد سے شکار کر کے کھائے [اور آبادی سے جو محل فتنہ ہے دور رہے]

ایسی طرح حاکم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح بیت۔ فتنے ہیں، جن میں یہ حال ہو گا کہ صبح کو آدمی مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے، غلام کو سوان ہو گا تو صبح کو کافر ہو گا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، اور کھڑے ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا، اور دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ لوگوں نے کہا پھر کب ﷺ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کلیاں بن جانا (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)

ایسی طرح حاکم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا رسول اللہ کو غریب قتلہ اٹھنے والا ہے، پھر نکھو اور ایسا قتلہ برپا ہو گا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، اور کھڑا

ہوئے۔ اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ پھر جب وہ چل رہا ہو جائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں اس کو چاہئے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (مشافہ کاری کرے) تو آپ ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اس کو چاہئے کہ بچھلا کر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہیے کہ کھج لٹکے اور کھج لٹکنے کی قدرت رکھو (یعنی کہیں بھگ جائے) پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ یہ بات آپ ﷺ نے جین بار بار شاد فرمائی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیر سے گناہ کو لے کر لوٹے پھر اصحابِ نار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غریب ایسا فتنہ واقع ہونے والا ہے جس میں چیلنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑے رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہو گا۔ اور سوار تیز دوڑنے والے سے بہتر ہو گا (یعنی ہلکی رفتار والا سوار تیز دوڑنے والے سے)

حاکم محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب غزا پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں تب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جھو (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس کو پتھر پر مارنا (تاکہ وہ صاف نہ رہے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے قصائے اہل کو پورا کرنے والی یا کوئی خطا کا باعث نہ بنی تمہاری طرف بڑھے۔

### ۱۳۔ حضرت علیؓ کی امداد کا جواب:

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا تو ان کی اعانت لازم ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا یہ کھربند یہ نہ ہند اوندی ہو گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جان لیا تھا کہ حضرت علیؓ پر چند کہ خلیفہ برحق ہیں مگر ان کی نصرت و مقدر نہیں ہے اور غیب میں یہ بات مخفی ہو چکی ہے کہ ان کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور ان پر حاکم لوگوں کا احتجاج ہو گا اور باوجود اس میں ان کا حکم قطعی ثابت نہ ہو گا لہذا لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہو گا۔ خلیفہ برحق کی دامن صورت میں مطلوب ہوتی ہے جب کہ ان کے منصور و کامیاب ہونے کا نشان سورج و مہر جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا ہو کہ ان کو نصرت و فائدہ نہ پہنچے گی تو قوم کو قتل کی طرف دعوت دینے اور ان کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نالیہ واقعہ خود ہے (واقعہ حرہ ۳۳ھ میں حبش آیا جب یہودی افواج نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور پھر وہ ایک کروزہ مقام سے مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوئے اور اہل مدینہ کی تین دن تک خون ریزی

کرنے میں کامیاب ہو گئی جس میں کہ اہل مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور ان کو مار ڈالنے والوں کا عالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے قیاس سے بچنے کا حکم فرمایا۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے کہا ایک یا رسول اللہ و سدیدیک ﷺ فرمایا کہ حیر کیا حال ہو گا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں طاقت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہو گا تو اتنی قوت بھی نہ ہوگی کہ اٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لئے پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر! میں نے کہا ایک یا رسول اللہ و سدیدیک ﷺ فرمایا کہ حیر کیا حال ہو گا جب تو (مقام) اجماعا زیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اس سے جاننا (یعنی اپنے قبیلہ والوں میں پلے جانا) یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے اس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی کموار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (قتل) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لینا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس کر میرے پاس آجائے۔

فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی پٹک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کر کے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔

اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ اور ان کے اقارب کو بھی آپ ﷺ فرماتے اور قتال سے روکتے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، حضرت علیؓ مرتضیٰ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں ان کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ خلافت کا فلع نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی و کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔

اس کی نفیر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشاد جنودِ ﷺ قتل ہو گا اور کیا مگر خلافت سے دست برداری منظور نہ کی)۔ رہے آپ کے رشتہ دار تو ان کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفہ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور حضرت عمار بن یاسر بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت حق کی صحبت اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔

الحاصل حضرت علیؓ مرتضیٰ اور ان کے اقارب کے حق میں یہ معنی اقرب اہل الصواب ہے اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی

ع" ہر غن وختے دہر کنت مکانے وارد"

"یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر کنت کا ایک موقع ہے"

پھر حضرت علیؓ مرتضیٰ سے جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور ان دونوں فتالوں کے بعد ایسے اقدام کر دیے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباہین ہیں۔ بالظاہر (حضرت علیؓ مرتضیٰ کی مہمات و درجہ احتیاط و تقویٰ اور جانب مخالف کی دلیل کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہو گا۔

حاکم نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے: "میتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو (مقام کربلا میں اونٹ کے ایک پرانے کباوے پر بیٹھا) دیکھا اور وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو خدا کی قسم میں نے اس امر کو اٹ پلٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کر دیا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اس کے ساتھ کفر کرو۔

اور متحدہ دستانہ کے ساتھ حضرت حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔ اس کی بغض استاد کو ابو بکرؓ اور حاکم نے روایت کیا۔

ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو بھر کی کالی زمین تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ مگر اسی پر۔

ابو بکرؓ نے سلیمان بن مہران سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے روایت کی جس نے حضرت علیؓ سے جنگ صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جاسے ابو موسیٰؓ فیصلہ کر (یعنی حکم بن کر) خواہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔

ابو بکرؓ نے شعبی سے روایت کی ہے: انہوں نے حادثہ سے کہا کہ جب حضرت علیؓ صفین سے پہلے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی است ان پر بھروسہ نہ کی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حد نہیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہؓ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے اُچھٹے ہوئے دیکھو گے۔

ثمت

## تہجرہ

ان تمام روایات سے درج ذیل امور ثابت اور واضح ہوتے ہیں:

- ۱۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ کی خلافت پر صحابہ کرام کی اکثریت نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہذا حضرت علیؑ کی خلافت برحق ہے۔
- ۲۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا موقف درست ان کے مخالفین غلطی پر تھے۔ لیکن چونکہ ان سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں..... قابل معافی ہے۔
- امام ابیہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب نے بجا فرمایا ہے:

”خلافت نے حضرت علیؑ کو نہیں بلکہ حضرت علیؑ نے خلافت کو زینت بخشی“

۳۔ حضرت علیؑ کی خلافت اور ان سے محبت کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں۔ اور وہ اس درجہ اور اس معیار کی ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ کچھ احادیث میں ان کو حق پر قرار دیا ہے اور ان کا ساتھ دینے کا حکم دیا۔ اور بعض احادیث میں ان سے دشمنی اور عداوت رکھنے اور ان کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا۔ اور ان کی دشمنی کو خود آنحضور ﷺ سے دشمنی قرار دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؑ کی ”ولایت“ کے بارے میں روایات بہت ہی مستند اور ثقہ طریقے سے منقول ہوئی ہیں۔ (مثلاً جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا

ہے۔ ولایت کے لئے جو تاویل بھی کر لی جائے اس میں حکومت و اقتدار کا مفہوم بھی شامل ہے۔ لہذا حضرت علیؑ کی حضرت عثمانؓ کے بعد منعقد ہونے والی خلافت کے متعلق کسی شک یا شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ نے اپنی شہادت کے موقع پر جو چہرہ رکنی نیم بنائی تھی اور جس کے ذمہ آئندہ خلیفہ کی تقرری یا نامزدگی کا اختیار لگا دیا تھا۔ اس میں موجود تمام ارکان نے اپنی اپنی خلافت سے دست برداری پر اتفاق کر لیا تھا اور صرف دو امیدوار باقی رہ گئے تھے یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا تھا۔ لہذا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد از خود حضرت علیؑ مر قنصی کے لیے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا ان کی خلافت مشہم ہے۔

۶۔ تمام آئمہ اہلسنت والجماعت نے حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق اور اجماع کیا ہے اور کسی بھی معتبر عالم دین اور امام سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ جبکہ اہل تشیع تو انہیں خلیفہ بلا منسلک مانتے ہیں، لہذا ان کی خلافت پر پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

۷۔ اپنے فضائل و مناقب اسلام اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں ان کی پیش قدمی، علوم اسلامیہ کے تمام شعبوں پر ان کی مہارت و تبحر، ذاتی طور پر تمام صفات حسنہ کی جامعیت وغیرہ سے بھی ان کا خلافت کے لیے استحقاق ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانے میں ان صفات و مناقب میں کوئی ان کا بہ مقابل نہ تھا۔ اس

لیے بھی حضرت علیؑ کی خلافت کا ثبوت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کاش امت اُن کے زمانے میں اُن کی خلافت پر اتفاق کر لیتی۔

AF-1361

## ہم نہیں ہوں گے

خدا آباد رکے بزمِ یاس! ہم نہیں ہوں گے  
بزاواں! ہم نہیں ہو گے۔ بھلاں! ہم نہیں ہوں گے

بمقامِ بعدِ یارانِ طریقت کس کو دیکھیں گے  
بست ہو گا عجمِ باوہِ غمراں! ہم نہیں ہوں گے

ظہورِ ہندی آخر زمان کا وقت آچکا ہے  
جہاں پر چھانے گا ابرِ بدایاں! ہم نہیں ہوں گے

زمین اپنے غزلے ڈال دے گی اس کے قدموں میں  
جب آئے گا وہ دھنکے تاجداران! ہم نہیں ہوں گے

علمِ لہرائیں گے اٹھ اُکسہر کی صداؤں میں  
ٹپے جائیں گے مینِ شہزادان! ہم نہیں ہوں گے

نزدِ حضرتؑ مینِ ہی بھی ہو گا، لوگ دیکھیں گے  
جب ہو گا شکوہِ پاسداران! ہم نہیں ہوں گے

جو اکسِ دنیا میں کیا ہے وہ چلنے ہی کو آتا ہے

نفیس لبِ حشر نکات ہے ہجرِ یاران! ہم نہیں ہوں گے

یہ کلام حضرت نفیس شاہ صاحب نے ۱۳۳۵ء میں تحریر فرمایا اور اب پہلی مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے

خاکا پائے شاہِ نفیسؑ احقر رضوان نفیس

اِنَّا قَدْ اَلَّاهُ شَيْخًا جَدِيدًا اَسْتَدَا اَبْنَهُ الْغَالِبِي

# حضرت علی بن ابی طالب

فضائل مناقب اقوال کرامات حاصل مبارک

اَزَالَةُ الْخُفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ كَمَا اخْرَجَتْ بَابُ

اَلْحَقِيقَاتِ

حضرت ولی اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

بسی و اعتماد

مقدیمہ تعلیق و تصحیح

میاں رضوان نقوی

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

حضرت علی بن ابی طالب

حضرت ولی اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

شیخ الاسلام



شَآءَ نَفِیْسُ لَدُنِ



۱۱/۲۴ دسمبر پارک مرکزی لاہور۔

0300-4183709

شَآءَ نَفِیْسُ لَدُنِ

طوبیٰ ریسرچ لائبریری  
اسلامی اردو، انگلش کتب،  
تاریخی، سفرنامے، لغات،  
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)